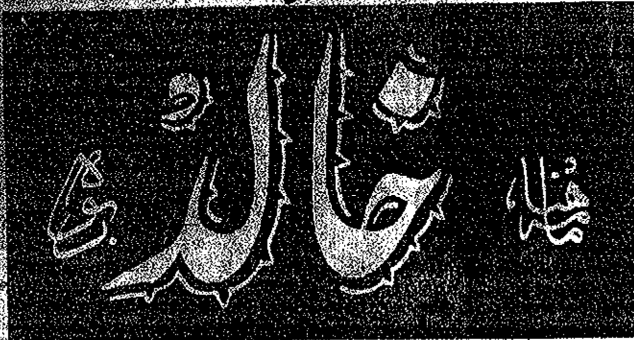
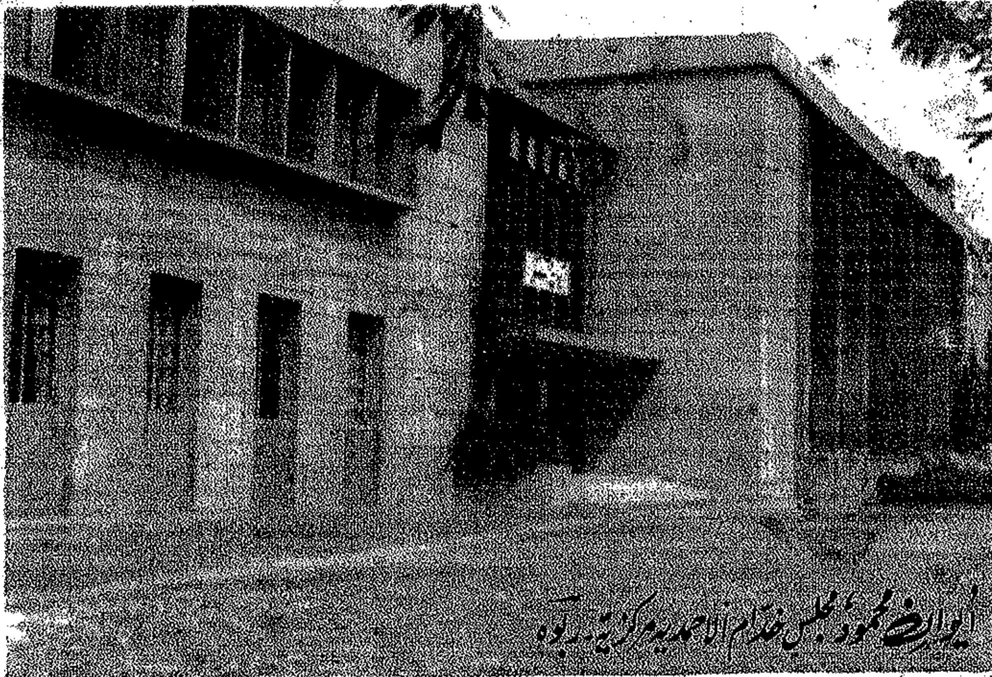
قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی
(المصلح الموعودؓ)



احسان ۱۳۵۷ ہش
جون ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر
حافظ مظفر احمد


ایوانِ محمود مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فاستبقوا الخیرات

"تیری عاجزانہ راہیں اسکو پسند آئیں" (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (المصلح الموعودؓ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

خالد

ربوہ

جلد ۲۵ ؛ نمبر ۸

احسان ۱۳۵۷ ہش

جون ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر

حافظ مظفر احمد

نائبین

• بشارت احمد محمود • ملک خالد محمود

• محمد الیاس منیر • سید حسین احمد

• پبلشر: محمد شفیق قیصر • پرنٹر: سید عبدالحی • مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ • مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ "خالد" دارالصدر جنوبی ربوہ

الفہرس

کسرِ صلیب

صادق و مصدوق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے مسیح موعودؑ کا ایک عظیم الشان کارنامہ کسرِ صلیب بیان فرمایا تھا۔ جس سے مراد یہ تھی کہ مسیح موعود، دلائل و براہین کی آبدار تلوار سے صلیبی عقائد کو پاش پاش کر دے گا۔ اور صلیب کے علمبردار عیسائی مذہب کا بطلان ثابت کرے گا۔ اس پیشگوئی کے مطابق اس زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کاسرِ صلیب ہونے کا دعویٰ فرمایا اور عیسائیت کے بنیادی لیکن باطل عقائد الوہیت مسیح، کفارہ اور تثلیث کو بیخ و بُن سے اکھیڑ کر ان کی مذہب کی عمارت کو مسمار کر کے رکھ دیا۔

کاسرِ صلیب حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا بلکہ کر رہا ہے۔ اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے۔ اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کے ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔"

(فتح اسلام ص۱۱ حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں :۔

"جب تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری تمام بحثیں ان کے ساتھ عبث ہیں۔ ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو۔ پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ [illegible] کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے

اسی لئے اس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔" (ازالہ اوہام ص۳۰۰)

"مسیح موعود کے وجود کی علّت غائی احادیث نبویہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عیسائی قوم کے دجل کو دور کر دے گا۔ اور ان کے صلیبی خیالات کو پاش پاش کر کے دکھلا دیگا چنانچہ یہ امر میرے ہاتھ پر خدا تعالیٰ نے ایسا انجام دیا کہ عیسائی مذہب کے اصول کا خاتمہ کر دیا۔" (کتاب البریہ حاشیہ ص۲۶۲)

گذشتہ شماروں میں ہم لنڈن میں ہونے والی کسر صلیب کانفرنس کا ذکر کر چکے ہیں جو ۲ تا ۴ جون کو منعقد ہو رہی ہے جس میں مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات کے متعلق مختلف پہلوؤں پر احمدی علماء کے علاوہ عیسائی محققین بھی مقالات پیش کریں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کانفرنس میں شرکت فرمانے اور اپنا مقالہ پڑھنے کے لئے بنفس نفیس یورپ تشریف لے جا چکے ہیں۔

اس کانفرنس کی تقریب کفن مسیح پر مٹی میں عیسائیوں کی لنڈن میں ہونے والی کانفرنس سے پیدا ہوئی تھی۔ جسے اب ملتوی کر دیا گیا ہے۔ (بعد کی اطلاع ہے کہ سرے سے کوئی پروگرام ہی نہیں) اس کانفرنس کی اہمیت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ربوہ سے سفر یورپ پر روانہ ہونے سے قبل فرمایا کہ لنڈن میں جو کانفرنس ہو رہی ہے۔ اس کا آجکل بڑا چرچا ہے۔ چرچ کی طرف سے بھی اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ہمارے لنڈن مشن کو دھمکی آمیز خطوط آ رہے ہیں۔ خود مجھے بھی اسی قسم کا ایک بڑا دلچسپ نوٹ ملا ہے۔ میں اس موقع پر احباب کو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد یاد دلاتا ہوں۔ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي۔ دھمکیاں دینے والوں کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ ہماری فطرت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنا ہمارا شعار ہے۔ پس دوست دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے غلبہ کے سامان پیدا کر دے۔ ہر آن ہمارا حافظ و ناصر ہو اور اس سفر میں روح القدس سے ہماری مدد کرے۔ آپ نے فرمایا کہ

حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیب سے بچ نکلنے کی بعض شہادتیں صدیوں تک چھپی رہیں

——— اس میں حکمت یہ تھی کہ .... اُمتِ محمدیہ میں وہ شخص پیدا ہو جاتا جس کو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے "کاسرِ صلیب" کا لقب عطا فرمایا ہے .... اس لئے اب اس غلط عقیدہ کا پردہ ضرور چاک ہو کر رہے گا۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔

اس شمارہ میں کسرِ صلیب کانفرنس کی مناسبت سے خصوصی مقالات شامل اشاعت کئے جا رہے ہیں۔

- پہلا خصوصی مقالہ جناب سید محمود احمد صاحب ناصر کا ہے جو حضرت مسیح ناصری کی صلیبی موت سے نجات اور سفرِ ہجرت سے متعلق تحقیق کے ۲۷ پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ تحقیق کے ان دریچوں سے جھانکیں تو ایک وسیع میدانِ تحقیق نظر آتا ہے ——— جو تحقیق کی ٹھوس بنیادیں پیش کر کے محققین کو دعوت تحقیق دے رہا ہے۔
- دوسرا تحقیقی مقالہ جناب شیخ عبدالقادر صاحب محقق کا ہے جس میں کنعان سے کشمیر تک حضرت مسیح ناصریؑ کے سفرِ زندگی کے دلچسپ حالات اناجیل کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔
- اسی سلسلہ کے تیسرے مضمون میں جناب بشیر احمد صاحب زاہد "حضرت مسیح ناصری اور حادثہ صلیب سے متعلق عصرِ حاضر کے علماء و ادباء کی آراء" پیش کرتے ہیں۔
- اس کے علاوہ اس شمارہ میں شذرات اور "باتیں جنگل کی" کے سلسلہ کی اقساط ہیں۔

ٹائیٹل :- اس شمارہ پر ٹائیٹل پیج کی تصاویر اختر سٹوڈیو ربوہ کی تیار کردہ ہیں۔ جو شکریہ کے ساتھ شائع کی جا رہی ہیں۔



> کاسرِ صلیب علیہ السلام نے فرمایا :-
>
> "خدا نے کسرِ صلیب کے لئے میرا نام مسیح قائم رکھا تا جس صلیب نے مسیح کو توڑا تھا اور اس کو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اس کو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ۔ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں رہ سکتے سو سنہ عیسوی کی بیسویں صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کو مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۲ تا ۸۴)

مقالہ خصوصی

حضرت مسیح ناصری کے واقعہ صلیب
اور
ہجرت سے متعلق تحقیق کے ۲ پہلو

(جناب سید میر محمود احمد صاحب ناصر استاذ الجامعہ)

یہ مضمون مجلس بزم حسن بیان خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کے زیر اہتمام ایوانِ محمود میں پڑھا گیا۔

(مسلسل)

پہلا پہلو:۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے واقعہ صلیب اور ہجرت کشمیر کے بارہ میں قرآن شریف نے نہایت جامع اور اصولی رہنمائی فرمائی ہے۔ اور آیاتِ کریمہ اِذْ كَفَفْتُ بَنِيٓ اِسْرَآئِيْلَ عَنْكَ اور وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ اور وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ اور جَعَلَنِيْ مُبَارَكًا اَيْنَمَا كُنْتُ اور مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور اٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ اور دوسری آیات میں اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔

اس موقعہ پر خاکسار ارباب فضل و بصیرت پر جو یہاں تشریف فرما ہیں دو امور برائے استفسار و رہنمائی پیش کرنا چاہتا ہے۔ اوّل یہ کہ کیا شُبِّهَ لَهُمْ کے الفاظ ان معنوں کے متحمل ہو سکتے ہیں کہ حضرت مسیح کی ایک شبیہ ایک فوٹو ان کی ہدایت کے لئے اتارا گیا۔ دوسرے یہ کہ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ کی آیت کا تعلق اس بیان سے ہو سکتا ہے جو افغانستان کی تاریخ میں درج ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی اطلاع ملنے پر افغانستان سے بنی اسرائیل کا ایک وفد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ایمان لایا۔ اور حضورؐ نے اس وفد کے لیڈر قیس کو پٹھان کے لقب سے نوازا جو آرامی زبان میں جہاز کے تنوا۔ Rudder کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

دوسرا پہلو:۔

احادیث نبویہ میں بھی حضرت مسیح کے عمر پانے اور لمبے سفر کرنے کی طرف اشارے پائے

جاتے ہیں۔ آپ کے ۱۲۰ یا ۱۲۵ سال عمر پانے کی روایت معروف ہے یہ بھی ذکر ہے کہ اس لمبے سفر کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا تھا لکھا ہے اوحی اللہ الی عیسیٰ ان یا عیسیٰ انتقل من مکانٍ الی مکانٍ لئلا تُعرف فتؤذی اور اس حکم کی تعمیل کا ذکر یوں ہے کان عیسی ابن مریم یسیح فاذا امسی اکل بقل الصحراء و یشرب الماء القراح۔

تیسرا پہلو۔

اس تحقیق کا تیسرا عظیم الشان پہلو خدا تعالیٰ کا وہ تازہ الہام ہے جو کاسر الصلیب علیہ السلام پر نازل ہوا اور وہ عظیم تحقیق ہے جو اس موضوع پر حضور علیہ السلام نے پیش فرمائی اور جس کے بعد سے پہلو ۷۰ برس گزر جانے کے باوجود اب بھی درِ مکنون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے اپنی کتب مسیح ہندوستان میں اور رازِ حقیقت کے علاوہ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ ایام الصلح۔ تریاق القلوب۔ کتاب البریہ۔ تذکرۃ الشہادتین۔ ست بچن۔ الہدیٰ نور القرآن۔ کشتی نوح۔ چشمہ معرفت میں یہ تحقیق پیش فرمائی ہے۔

چوتھا پہلو۔

اس تحقیق کا وہ دلائل ہیں جو مسیحیوں کی کتاب مقدس نئے عہد نامہ میں حضرت مسیح کے صلیب سے بچنے کے متعلق ملتے ہیں اور وہ قرائن اور اشارے ہیں جو ان کی ہجرت کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ یہ پہلو بھی اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے۔ حضرت مسیح کے نشان کا یوناہ کے نشان سے مشابہ ہونا۔ حضرت مسیح کی دردمندانہ دعا اور اس کی قبولیت۔ واقعہ صلیب کی تفاصیل صلیب کے بعد حضرت مسیح کی حواریوں سے خفیہ ملاقاتیں۔ مزعومہ موت کے بعد حضرت مسیح کے جسم سے خون بہنا اور موجودہ تحقیق کی رو سے اس بات کا ثبوت کہ اناجیل میں حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کے بیانات سب الحاقی اور بعد کے ہیں۔ یہ سب باتیں حضرت مسیح کے صلیبی موت سے بچ جانے کا ثبوت ہیں۔ اور حضرت مسیح کے یہ الفاظ کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔ میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں وغیرہ الفاظ ان کی ہجرت از وطن کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

پانچواں پہلو۔

اس تحقیق کا پانچواں پہلو یہ ہے کہ پرانے عہد نامہ کے بیانات اور پیشگوئیاں جو حضرت مسیح ناصری پر انجیل نویسوں اور ابتدائی کلیسیا نے چسپاں کیں ان میں بھی حضرت مسیح کے صلیبی موت سے بچنے اور ہجرت کر کے مجالس مومنین میں خدا کی حمد بلند کرنے کے اشارے ہیں۔ مثلاً زبور ۲۲ باب جو انجیل نویسوں نے حضرت مسیح کے واقعات صلیب

کی پیشگوئی کے طور پر چسپاں کیا ہے اور جس کا پہلا فقرہ ایلی ایلی لما سبقتانی خود حضرت مسیح کی زبانِ مبارک پر جاری تھا واضح طور پر حضرت مسیح کے صلیب سے بچنے کا اشارہ کر رہا ہے۔

چھٹا پہلو:-

اس تحقیق کا چھٹا پہلو اس موضوع پر طبی کتب کی شہادات ہیں۔ جو مرہم عیسیٰ یا مرہم حواریین یا مرہم رسل یا مرہم شلیخا کے ناموں سے ایک مرہم کا ذکر کر کے اس واقعہ کے متعلق تفتیش کا ایک اہم دروازہ کھولتی ہیں۔

ساتواں پہلو:-

اس تحقیق کا ساتواں پہلو سرینگر کے محلہ خانیار میں حضرت مسیح کی اس قبر کا وہ زبردست انکشاف ہے جس کے سامنے علمی دنیا کے عظیم الشان انکشافات بھی ماند پڑ جاتے ہیں۔ اور آیت کریمہ وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کی عظمت آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور انسان بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے ؎

آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی

آٹھواں پہلو:-

اس تحقیق کا آٹھواں پہلو وہ شہادات اور قرائن ہیں جو تبت اور لداخ وغیرہ علاقوں کے بدھ ازم میں مسیحیت سے غیر معمولی مشابہت اور ان بدھ ازم کی کتب میں حضرت مسیح کے اس علاقوں میں آنے کے ذکر سے مستنبط ہوتی ہیں اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روسی سیاح نکولس نوٹووچ کا خصوصی ذکر فرمایا ہے

نواں پہلو:-

اس تحقیق کا نواں پہلو وہ شہادات ہیں جو خود مسیحیوں کی قدیم تحریرات سے حاصل ہوتی ہیں۔ ان تحریرات میں وہ اناجیل بھی ہیں جو بہت سی اناجیل کی طرح مقدس قرار دے کر نئے عہد نامہ کا حصہ نہیں بنائی گئیں۔ اور ابتدائی صدیوں کے مسیحیوں کی دوسری تحریرات بھی ہیں۔ جن میں سے بعض کو اپنے خیالات کے مطابق نہ پاکر ملحد عیسائی قرار دے دیا گیا ان تحریرات میں برناباس کی انجیل مسیح اور بادشاہ ابگیرس کی خط و کتابت نکودیمس کی انجیل قبطی زبان میں مصر کے مقام ناگ حمادی سے منکشف ہونے والی فلپ کی انجیل۔ کتاب Pistis Sophia اور اگنیشس کا خط شامل ہیں۔

دسواں پہلو:-

اس تحقیق کا ایک نہایت اہم اور وسیع پہلو بنی اسرائیل کے قبائل کے انتشار سے تعلق رکھتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ اپنے وطن سے نکل کر ایران افغانستان کشمیر تبت کی طرف پھیلے اور اس بات کے ثبوت سے تعلق ہے کہ افغان اور کشمیری اسرائیلی الاصل ہیں۔ یہ پہلو

پھر آگے بہت سی شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور نہایت دلچسپ تحقیق پر مشتمل ہے۔

گیارھواں پہلو:۔

اس تحقیق کا ایک پہلو یہ ہے کہ حضرت مسیح نے کن کن ممالک کا سفر کیا۔ اور کونسا راستہ اختیار کیا۔ اور کس حد تک ان سفروں کو نقشوں پر دکھایا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح ناصریؑ کے فلسطین سے عراق شام ایران افغانستان ہوتے ہوئے برصغیر کے شمالی علاقہ میں آنے اور کشمیر جانے کے ذکر کے علاوہ وسطی ہند تبت اور نیپال جانے کے امکان کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور اس سلسلہ میں دو نقشے بھی اپنی کتب میں شامل فرمائے ہیں

بارھواں پہلو:۔

اس تحقیق کا بارھواں پہلو وہ چادر ہے جس میں حضرت مسیح کو صلیب سے اتار لینے کے بعد لپیٹا گیا تھا اور جو اب ٹورین میں محفوظ ہے اس چادر پر نہ صرف مسیح کی صاف عکسی تصویر منفی طور پر موجود ہے بلکہ آپ کے زخموں سے بہے ہوئے خون کے نشانات بھی محفوظ ہیں۔ دنیا نے حضرت مسیحؑ کے خون کو اپنی نجات کا وسیلہ بنایا تھا اور اب وہی خون نجات کی صحیح راہ کی نشاندہی کر رہا ہے۔

تیرھواں پہلو:۔

اس تحقیق کا تیرھواں پہلو قدیم زمانہ کے تاریخی اور دوسرے لٹریچر سے تعلق رکھتا ہے جو مختلف اقوام میں تشکیل پایا۔ ان کتب میں اس موضوع پر کچھ اشارے ملتے ہیں۔ مثلاً اسلامی لٹریچر میں کتاب روضۃ الصفا۔ سراج الملوک عین الحیات۔ تاریخ طبری۔ اصول کافی۔ اکمال الدین و اتمام النعمت۔ بحار الانوار۔ جامع التواریخ۔ ناسخ التواریخ اور کشمیر کی پرانی تواریخ مثلاً راج ترنگنی۔ تاریخ اعظمی میں اس بارے میں اشارے پائے جاتے ہیں۔ ہندوؤں کی مقدس کتاب بھوشیہ پران میں حضرت مسیح کے ہمالیہ کے دامن میں آنے کا واضح ذکر موجود ہے۔

چودھواں پہلو:۔

اس تحقیق کا چودھواں پہلو یہ ہے کہ جن ممالک میں حضرت مسیح نے سفر کیا۔ ان میں حضرت مسیح کے قدموں کی چاپ دھیمی دھیمی سنائی دیتی ہے۔ مثلاً افغانستان میں ایک شہزادہ نبی کا چبوترہ ابھی تک موجود ہے۔ کشمیر کے کوہ سلیمان کی عمارت پر سکھوں کے عہد تک کچھ کتبات موجود تھے۔ جو پیغمبر یوز آسف نبی کے واضح ذکر پر مشتمل تھے۔

پندرھواں پہلو:۔

اس تحقیق کا پندرھواں پہلو دنیا کی متعدد زبانوں میں رائج ایک قصہ سے تعلق رکھتا ہے جس کا مرکزی کردار یوزآسف ہے یہ قصہ عربی

یونانی - جیسا رجی سنسکرت اور یورپین زبانوں میں قدیم سے چلا آتا ہے اور اس قصہ میں انجیل کی تعلیم کی جھلک اور مسیح کے سفر کے اشارے ملتے ہیں"۔ شیعہ کتاب اکمال الدین و اتمام النعمت کی رو سے یوز آسف بالآخر کشمیر میں آکر فوت ہوئے۔

سولھواں پہلو۔

اس تحقیق کا سولھواں پہلو حضرت مسیح کے بارہ حواریوں میں سے ایک حواری توما کی برصغیر میں آمد سے متعلق ہے جس کا یہاں آنا اور تبلیغ کے ذریعہ مسیحی کلیسیا کا قیام اب ایک مسلّمہ حقیقت سمجھا جاتا ہے ایک قدیم کتاب اعمالِ توما میں توما کے ٹیکسلا آنے کے واضح ذکر کے علاوہ حضرت مسیح کے فلسطین سے باہر ہندوستان کے راستہ میں کسی شہر کے راجہ کے بیٹے کی شادی میں شرکت کا اشارہ بھی موجود ہے۔

سترھواں پہلو:۔

اس تحقیق کا سترھواں پہلو ان قدیم تحریرات و روایات سے تعلق رکھتا ہے جو پیلاطوس کے گرد گھومتی ہیں جس کی عدالت میں حضرت مسیح کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا۔ ایک روایت میں اشارہ ہے کہ رومن امپیریر کے سامنے پیشی ہوئی مگر چونکہ پیلاطوس حضرت مسیحؑ کا ایک چغہ پہنے ہوتا تھا۔ اس لئے امپیریر کا غصہ فرو ہو جاتا اور وہ پیلاطوس کے خلاف فیصلہ نہ دے سکتا۔ اس قسم کی روایات میں تحریف کے قرائن موجود ہیں مگر ان پر اگر مزید تحقیق کی جائے تو شاید حقیقت کھل کر سامنے آجائے کہ پیلاطوس نے حضرت مسیح کو بچانے کی جو کامیاب کوششیں کیں وہ اس کو امپیرر کے دربار میں معتوب کرنے کا باعث بنیں۔

اٹھارھواں پہلو:۔

اس تحقیق کا اٹھارھواں پہلو ان روایات سے تعلق رکھتا ہے جن میں توما کے علاوہ بعض دوسرے حواریوں کے برصغیر میں آمد کا ذکر ہے مثلاً بارہ حواریوں میں سے ایک حواری برتلمائی نام کے متعلق ٹھٹھہ کے علاقہ میں رہنے والے عیسائی فقیر قبائل اس بات کے مدعی تھے کہ وہ برتلمائی یہاں آیا تھا۔ اور اس کے ذریعہ وہ عیسائی ہوئے ان کا دعویٰ تھا کہ ان کے پاس ایسی قدیم آرامی زبان کی تحریرات بھی موجود ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔

اُنیسواں پہلو:۔

اس تحقیق کا انیسواں پہلو چین میں قدیم زمانہ میں ایسے اہلِ کتاب کا پایا جانا ہے جو اس بات سے واقف ہی نہیں تھے کہ مسیح صلیب پر مر گیا تھا۔ چین کے ایسے اہلِ کتاب کا ذکر حضرت اورنگ زیب کے عہد کے فرانسیسی سیاح ڈاکٹر برنیئر نے بھی کیا ہے۔

بیسواں پہلو:۔

اس تحقیق کا جدید ترین اور نہایت اہم پہلو

وہ فرقہ ہے جو ہرات کے نواح میں آباد ہے اور جس کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے اور جس کے موجودہ سربراہ ابا نبی ہیں۔ یہ فرقہ حضرت مسیح کے صلیبی موت سے بچنے اور کشمیر تشریف لانے کا عقیدہ رکھتا ہے۔

اکیسواں پہلو:-

اس تحقیق کا ایک پہلو زبانی تواترات و روایات ہیں جو اس موضوع پر روشنی ڈالتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زبانی تواتر کے بارہ میں قریباً اٹھارہ شہادات اپنی کتاب الہدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ میں تحریر فرمائی ہیں

بائیسواں پہلو:-

اس تحقیق کا بائیسواں پہلو حضرت مسیح سے پہلے اور آپ کے زمانہ میں۔ اور آپ کے بعد ہند و فلسطین کے روابط اور مواصلات سے متعلق ہے۔ بعض لوگوں کو اس زمانہ میں رسل و رسائل کے تعلقات کی عدم موجودگی کی وجہ سے حضرت مسیح کا فلسطین سے برصغیر آنا عجوبہ معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ سکندر کے حملہ کے بعد یہ حدود بہت حد تک گر چکی تھیں۔ حضرت مسیح کی اپنی مادری زبان یعنی آرامی یورپ مشرق وسطی اور ہندوستان تک تاجروں کے ذریعہ lingua franca بن چکی تھی اور رابرٹ گریوز کی یہ بات بالکل سچ ہے کہ Trade and Israelite contact with India had begun centuries earlier.

تئیسواں پہلو:-

اس تحقیق کا تئیسواں پہلو یہ ہے کہ موجودہ زمانہ سے پہلے وقتاً فوقتاً بعض لوگ حضرت مسیح کی صلیبی موت سے بچ جانے کے نتیجہ پر پہنچتے رہے ہیں مثلاً قریباً دو سو سال پہلے ایک شخص Venturini نے یہ خیال پیش کیا۔ ان لوگوں نے یہ خیال کس بناء پر پیش کیا ان کے دلائل کیا تھے ان کے سامنے کونسی تحریرات یا روایات تھیں اس کا جائزہ لینا بھی مفید ہو سکتا ہے۔

چوبیسواں پہلو:-

اس تحقیق کا چوبیسواں پہلو یہ حقیقت ہے کہ جس قسم کی صلیب پر حضرت مسیح کو لٹکایا گیا اس قسم کی صلیب سے زندہ بچ کر اتر آنا طبی طور پر ممکن ہے اور تاریخی طور پر ایسے واقعات ثابت ہیں

پچیسواں پہلو:-

اس تحقیق کا پچیسواں پہلو یہ ہے کہ مسیحیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم تحقیق پر جو اعتراضات کرنے کی کوشش کی ہے اس کا مدلل اور ٹھوس جواب تیار کر کے شائع کیا جائے۔ مثال کے طور پر لندن یونیورسٹی کے اسلامی فقہ کے شعبہ کے چیئرمین پروفیسر اینڈرسن نے جو ایک متعصب عیسائی ہیں۔ اس پر کچھ اعتراضات کرنے کی کوشش کی ہے گو

حقیقتاً ان اعتراضات کے ذریعہ انہوں نے اپنی علمیت کی پردہ دری کروائی ہے۔

چھبیسواں پہلو:-

اس تحقیق کا چھبیسواں پہلو وہ روشنی ہے جو قدیم سکوں کی دریافت سے اس موضوع پر پڑ سکتی ہے۔

ستائیسواں پہلو:-

اس تحقیق کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اس تحقیق کو مزید وسعت دینے کے لئے کن خطوط پر کام کیا جائے۔ یہ پہلو بہت اہم ہے اور اس بارہ میں کاسر الصلیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اقتباس پر اپنی معروضات کا اختتام کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خلاصہ یہ کہ ان تمام امور کو جمع کرنے سے ضروری طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ضرور حضرت عیسٰے علیہ السلام اس ملک میں تشریف لائے تھے۔ یہ بات یقینی اور پختہ ہے کہ بدھ مذہب کی کتابوں میں ان کے اس ملک میں آنے کا ذکر ہے۔ اور جو مزار حضرت عیسٰے علیہ السلام کا کشمیر میں ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قریباً ۱۹۰۰ برس سے ہے یہ اس امر کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کا ثبوت ہے غالباً اس مزار کے ساتھ کچھ کتبے ہوں گے جو اب مخفی ہیں۔ ان تمام امور کی مزید تحقیقات کے لئے ہماری جماعت میں سے ایک علمی تفتیش کا قافلہ تیار ہو رہا ہے۔ جس کے پیشرو اخویم مولوی حکیم حاجی حرمین نور الدین صاحب سلمہ ربّہ قرار پائے ہیں یہ قافلہ اس کھوج اور تفتیش کے لئے مختلف ملکوں میں پھرے گا اور ان سرگرم دینداروں کا کام ہو گا کہ پالی زبان کی کتابوں کو بھی دیکھیں کیونکہ یہ بھی پتہ لگا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس نواح میں بھی اپنی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں گئے تھے لیکن بہرحال کشمیر میں جانا اور پھر تبت جا کر بدھ مذہب کی پستکوں سے یہ تمام پتہ لگانا اس جماعت کا فرض منصبی ہو گا۔ اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور نے ان تمام اخراجات کو اپنے ذمہ قبول کیا ہے لیکن اگر یہ سفر جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے بنارس نیپال اور مدراس اور سوات اور کشمیر اور تبت وغیرہ ممالک تک کیا جائے جہاں جہاں مسیح علیہ السلام کی بود و باش کا پتہ ملا ہے تو کچھ شک نہیں کہ یہ بڑے اخراجات کا کام ہے اور امید کی جاتی ہے کہ بہرحال اللہ تعالیٰ اس کو انجام دے۔"

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

۱

تحقیقی مقالہ

حضرت مسیح ناصریؑ کا سفرِ زندگی

کنعان سے کشمیر تک

جناب شیخ عبدالقادر محقق - لاہور

تاریخ کے انیس ورق الٹیئے - ایک روح فرسا منظر آپ کے سامنے ہے - بنی اسرائیل کا ایک مظلوم پیغمبر جو [illegible] صلیب کیا جا رہا ہے - اس حادثہ سے قبل اس مقدس انسان نے جناب الٰہی میں نہایت دلسوزی سے دعائیں کیں - منہ کے بل گر کر اس نے کہا

"اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ
پیالہ مجھ سے ٹل جائے"

صلیب پر جب اس نے دیکھا کہ میری دعائیں بظاہر بارآور نہیں ہوئیں تو بلند آواز سے چلایا -

"ایلی ایلی لما سبقتانی" اے میرے خدا! اے میرے خدا - تیری نصرت کے وعدے کیا ہوئے؟ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ پیغمبر یروشلم اس دعا کے بعد گہری بیہوشی میں ڈوب گیا -

خدا تعالیٰ کی نصرت و مدد کے آثار آفاق و انفس میں نمودار ہوئے - آناً فاناً ایک طوفان [illegible] کی لپیٹ میں وہ زمین آگئی جس پر یہ ظلم روا رکھا جا رہا تھا - ہیکل کا پردہ بیچ سے پھٹ گیا - قبریں کھل گئیں - یہود ازحد خوف سے لرزہ براندام تھے - عوام بھاگ کھڑے ہوئے افسر صلیب پہلے ہی اس مظلوم انسان سے ہمدردی رکھتا تھا - پیلاطوس کی بیوی اپنے خواب کی بنا پر اپنے شوہر پر زور ڈال چکی تھی کہ یہ خونِ ناحق اپنی گردن پر نہ لو - پیلاطوس نے بھری عدالت میں علمائے یہود اور عوام کے سامنے اپنے ہاتھ دھوئے[1] کہ اس بے گناہ خون سے میں بری الذمہ ہوں - وہ رائے عامہ اور ہیرودیس کے خصوصی اختیارات کے سامنے مجبور تھا لیکن اس نے درپردہ اشارہ کر دیا کہ ایسے وقت اور ایسے طور پر صلیب دیا جائے کہ کسی طرح اس کی جان بچ جائے چنانچہ افسرِ صلیب نے ایسے وقت صلیب کی تجویز کی - جبکہ سبت کے شروع ہونے میں چند گھنٹے باقی تھے سبت کے شروع ہونے پر یہودی شریعت کی

---

[1] انجیل پطرس میں لکھا ہے کہ پیلاطوس نے ججوں کے سامنے ہاتھ دھوئے - سزا ہیرودیس نے دی تھی یہ انجیل قرنِ اوّل میں لکھی گئی -

دُوسے کوئی شخص صلیب پر نہیں رہ سکتا تھا۔ طوفان اور زلزلہ کے خوف سے سب احبارِ یہود منتشر ہو چکے تھے طوفان کے باعث اندھیرا چھا گیا۔ اب محافظین کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ ملزموں کو صلیب سے اتار لیں۔ دو چوروں کو جو اس مظلوم کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے صلیب پر سے اتار لیا گیا۔ وہ زندہ تھے ان کی ہڈیاں توڑ کر ان کو ٹھکانے لگا دیا گیا۔ ایک سپاہی نے تسلی کرنے کے لئے کہ ان کا تیسرا ملزم زندہ ہے یا مر چکا ہے اس کی پسلی میں نیزے کی انی چبھو دی جسم میں کوئی حرکت اور ارتعاش پیدا نہ ہوا۔ اسے اطمینان ہو گیا کہ وہ مر چکا ہے پیغمبر یروشلم کو صلیب پر سے اتارا گیا لیکن اس کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں۔ اس کا ایک گہرا دوست بلکہ دربردہ مرید یوسف آرمیتیا جو کہ کونسل کا ممبر اور پیلاطوس کا دوست تھا[1] وہ اُسے بچانے میں پیش پیش تھا اسی طرح ایک حاذق حکیم بھی بدل وجان ممد تھا جو کہ ایسینی فرقۂ صوفیا سے تعلق رکھتا تھا۔ یوسف آرمیتیا کا دستِ راست اور شریکِ کار تھا اسی دوران یوسف آرمیتیا پیلاطوس سے پروانہ لے کر آ گیا کہ ملزم کی لاش اس کے سپرد کر دی جائے۔ حکیم نقادیمس یہ دیکھکر اپنی حیرت چھپا نہ سکا کہ پسلی کے زخم سے خون اور پانی بہہ رہا ہے۔ اس کی آنکھوں میں امید سے جان بر آئی۔ وہ یوسف کو ایک گوشے میں علیحدہ لے آیا۔ جہاں اس مظلوم انسان کے بعض شاگرد کھڑے تھے۔ اور دھیمی تیز آواز سے کہنے لگا۔

" پیارے دوستو! میں آپ کو خوشخبری
دیتا ہوں کہ ہمارا دوست مرا نہیں
ہے اس کی حالت صرف اس لئے
ایسی نظر آ رہی ہے کہ اس کی طاقت
بالکل زائل ہو گئی ہے۔"[1]

حکیم نقادیمس یوسف آرمیتیا اور بعض ایسینی برادرانِ طریقت نے اپنے دوست کی نگہداشت، علاج اور خدمت میں اپنے سارے وسائل صرف کر دیئے ایک کشادہ غار میں زود اثر مرہموں کی چادریں لپیٹ کر اسے رکھ دیا گیا۔

اس غار کو ادویات کا بخور دیا گیا قدرتی بخور یوں مل گیا کہ زلزلہ کے باعث چٹانیں تڑکنے کی وجہ سے بعض گیسیں نکل آئیں جن کے بخارات غشی میں مبتلا مریضوں کے لئے تریاق تھے۔

---

[1] انجیل پطرس میں ہے کہ یوسف آرمیتیا جہاں حضرت مسیح کا دوست تھا وہاں وہ پیلاطوس کا بھی گہرا دوست تھا۔

[1] واقعہ صلیب کی چشم دید شہادت ایک قدیم سکندریہ کے آثار سے ملی ہے اس میں یہ الفاظ آئے ہیں یہ کتاب ۱۹۰۷ء میں شکاگو سے شائع ہوئی دی کروسی فکشن بائی این آئی وٹنس اس کا نام

تین دن ابھی نہیں گذرے تھے کہ مُردہ جسم میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ ارتعاش پیدا ہوا اور لب پر حرکت ہوئی۔ اب اس نے آنکھیں کھول دیں بعض ایسینی برادرانِ طریقت اس دردناک منظر کے وقت موجود تھے اپنے آقا کا سر انہوں نے اپنی آغوش میں لے رکھا تھا۔ اس نے اپنے ایسینی بھائیوں کو دیکھا۔ گذشتہ واقعات ایک ایک کرکے آنکھوں کے سامنے پھر گئے۔ اُسے یقین ہو گیا کہ میری مضطربانہ دعائیں ضائع نہیں گئیں "متٰی نصر اللہ" کے جواب میں نصرت الٰہی دوڑتی ہوئی آئی اور اپنے آغوش محبت میں اس نے سمیٹ لیا۔ وہ اپنے ایک پیارے دوست کے سینہ سے لپٹ کر خوب رویا۔ اب اسے باغبان کا لباس پہنایا گیا۔ اس بہروپ میں وہ اپنے بعض انصار کے سہارے غار سے باہر نکلا۔ اور ایک مخفی مقام پر لے جایا گیا جہاں اس کا علاج جاری رہا۔ یہاں تک کہ وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔ سرزمین یروشلم میں ایک عجیب ماجرا ہوا۔ ایک مصلوب جسے رومی سپاہی سردار کاہن۔ یہودی احبار، بادشاہ ہیرودیس اپنی دانست میں مار چکے تھے زندہ ہو گیا۔ وہ انسان جس کے انفاس سے مردے (جاں بلب مریض) زندہ ہوئے بظاہر خود موت کی آغوش میں جا کر زندہ ہو گیا۔ لیکن یہ موت حقیقی موت نہیں تھی بلکہ موت کی غشی تھی۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے نکال باہر کیا۔ یوں یروشلم میں ایک مُردہ زندہ ہو گیا۔

جانتے ہو یہ مظلوم انسان کون تھا اس کا نام عیسیٰ مسیح تھا۔ وہ اپنی قوم کے لئے مسیحا بن کر آیا۔ مسیح کے معنے جہاں برکات روحانی اور الفاظ طیبہ سے مسح کرنے کے ہیں وہاں اس کے معنے بہت سیاحت کرنے والے کے بھی ہیں۔[1] حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا دورِ سیاحت واقعہ صلیب کے بعد شروع ہوا۔ ایشیا کی سرزمین کو آپ نے اپنے قدموں سے برکت دی اور طے کیا۔ اس تحقیق کی تائید میں بعض تاریخی شواہد پیش ہیں۔

مکتوب سکندریہ

یروشلم میں اخوتِ ایسینیہ کے ایک رُکن اعلیٰ نے سکندریہ میں ایک مکتوب بھیجا۔ سکندریہ کی ایک پرانی خانقاہ سے یہ مکتوب مل چکا ہے۔ واقعہ صلیب کے سات سال بعد صلیبی راز سے پردہ اٹھایا گیا مکتوب کا خلاصہ یہ ہے کہ صلیبی موت سے حضرت مسیح بچائے گئے ان کو بالآخر اسی جگہ پناہ ملی جسے آج وادیٔ قمران کہتے ہیں اور جہاں کے غاروں سے ایسینی صحونیا کا بیش بہا لٹریچر اور جماعت کے

---

[1] انجیل فلپ جو کہ دوسری صدی میں لکھی گئی اس میں لفظ مسیح کے دو معنے لکھے ہیں۔ ممسوح اور پیمائش کیا گیا۔

آثار ملے ہیں - اس انکشاف کے بعد یہ مکتوب اپنی خاکستر سے زندہ ہو گیا ہے۔ عصر حاضر کے علماء اسے ایک وضعی دستاویز سمجھتے رہے لیکن صحائف قمران نے اس کا ایک ایک لفظ سچا ثابت کر دیا۔

مکتوب میں ہے کہ صلیبی موت سے نجات کے بعد حکیم نقادیمس اور یوسف آرمتیا حضرت مسیح علیہ السلام کو ایسینی فرقہ کی ایک پناہ گاہ میں جو کہ ایک باغ میں گھری ہوئی تھی لے آئے۔

"یسوع اس وقت بہت نحیف البدن
اور ضعیف ہو رہا تھا - اس کے زخم
اب بہت درد کرتے تھے اور اس
کے دل پر اس بات کا بڑا اثر تھا کہ
یہ ایک معجزہ ہوا ہے"

اس نے کہا کہ

"خدا نے مجھے پھر اٹھا لیا ہے تاکہ
وہ بات جو کہ میں تعلیم کرتا تھا اس کو
صحیح ثابت کر دوں - اور اپنے شاگردوں
کو دکھا دوں کہ میں زندہ ہوں"

چند دن کے بعد جب زخم اچھے ہونے لگے اور یسوع کے جسم میں توانائی آ گئی تو اس نے کہا۔

"میرے شایانِ شان نہیں کہ میں
اب چھپا رہوں - کیونکہ یہ ضرور ہے
کہ استاد اپنے شاگردوں میں ہو اور
بیٹا اپنی ماں کے گلے ملے"

یسوع نے پھر کہا:-

"مجھے موت کا ڈر نہیں کیونکہ یہ تو پوری
ہو کر رہے گی اور دشمن اس بات
کا اعتراف کریں گے کہ خدا نے مجھے
بچا لیا ہے - اور وہ چاہتا ہے
کہ ابھی میں نہ مروں"

ایسینی فرقہ کے بزرگوں نے مشورہ دیا کہ آپ کا پناہ گاہ سے باہر جانا خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ یسوع کا دل جو جوش سے بھرا ہوا تھا - وہ کب ان باتوں سے راضی ہو سکتا تھا - اس نے کہا کہ

"میرے اندر خدا کی آواز موت کے
خوف سے زیادہ طاقتور ہے میں
رک نہیں سکتا میں ضرور اپنے
شاگردوں کو ایک دفعہ پھر دیکھنا
چاہتا ہوں"

ایسینی برادرانِ طریقت نے مشورہ دیا کہ آپ گلیل میں چلے جائیں وہاں اخوت کے اراکین اور مکانات ہیں جن میں آپ پناہ لے سکتے ہیں چنانچہ یسوع نے ان کی بات مان لی - اور ان سے رخصت ہو گئے - لیکن چند یوم کے سفر کے بعد آپ پھر یروشلم واپس آ گئے - سیدھے اس مکان میں پہنچے جہاں آپ کے شاگرد جمع ہوا کرتے تھے شاگرد آپ کو پہچان بھی نہ سکے انہوں نے سمجھا کوئی روح ہے جو ہمارے سامنے ایستادہ ہے یسوع نے وضاحت کی کہ میری زندگی اسی عنصری جسم

کے ساتھ وابستہ ہے پھر وصیت کی کہ جس کام کا
میں نے بیڑا اٹھایا ہے تم مل کر اس کو پورا کرو
اور اس کو چھوڑ مت۔ اور ہمیشہ خوش رہو ان کو
برکت دی اور کہا:۔

"میں یہ نہیں بتا سکتا کہ اب کہاں
جاؤنگا کیونکہ میں اس امر کو مخفی رکھنا
ضروری سمجھتا ہوں۔ اور سفر بھی تنہا
ہی کرونگا۔ ہاں البتہ جب کبھی تم
کو میری ملاقات کی ضرورت ہوگی تو
میں تم کو مل جاؤنگا کیونکہ ابھی بہت
کچھ باقی ہے جو میں نے تم کو کہنا ہے"

(مکتوب سکندریہ)

اس دوران کاہنوں کو بھی یسوع کی نقل و حرکت
کا پتہ لگ گیا۔ اس نئے خطرے کو بھانپ کر ایسینی
برادرانِ طریقت نے فیصلہ کیا کہ آپ بحیرہ مردار
کے ساحلی علاقہ میں قصر سیدا کی طرف چلے جائیں
یہاں جنگل اور پہاڑیاں ہیں اس کے گردونواح
میں بہت سے ایسینی آباد تھے۔ چنانچہ یسوع اُدھر
آگئے اور یہاں برادرانِ طریقت سے عہد لیا کہ:۔

"جب تک میرا باپ مجھے میرا مشن پورا
کرنے کے لئے نہیں بلائے گا میں
اسی جگہ قیام رکھونگا"

یہی وہ وادی تھی جس میں بچپن میں یسوع اور اس کے
رشتہ دار یحییٰ پھرتے رہتے تھے۔ یسوع کو اس
واقعہ کے خیال نے اور بھی مضطرب کر رکھا تھا کہ

"یحییٰ کو اس کے دشمنوں نے قتل کر دیا
اور مجھے خدا نے اپنے ہاتھ سے دشمنوں
کے پنجے سے بچا لیا۔ اس میں یہی سِر
ہے کہ مجھے کسی خاص اور اہم کام
کے لئے زندگی دی گئی ہے آرام
اور استراحت کے لئے نہیں"

(مکتوب سکندریہ)

صحائفِ قمران

قرنِ اوّل میں ایسینی، یہودی صوفیا کا ایک
خدا پرست فرقہ تھا حضرت یحییٰ علیہ السلام نے انہی
صالحین سے تربیت پائی ان کا دارالاقامت اور
مرکز بحیرہ مردار کے اس علاقہ میں تھا جسے آج وادی
قمران کہتے ہیں۔ وادی قمران کے غاروں سے
قرنِ اوّل کے ایسینی صحائف ملے ہیں۔ جنہیں
Dead Sea Scrolls یا صحائف
قمران کہتے ہیں ان میں ایک فرستادۂ حق کا بتکرار
ذکر موجود ہے جسے یہودیوں نے موت کے منہ میں
دھکیل دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بچا لیا۔ ایسا
وہ بےوطنی کی حالت میں جا رہا ہے یہ فرستادۂ
حق کون ہے؟ مکتوب سکندریہ میں لکھا ہے کہ
بالآخر یسوع بحیرہ مردار کے ایسینی دارالاقامت
میں پہنچے اور وہاں پناہ گزین ہو گئے۔ اب یہ کوئی راز
کی بات نہیں رہ جاتی کہ وادیٔ قمران کے فرستادۂ
حق سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہی ہیں۔ وادی

قمران کے غاروں سے اس فرستادہ کی عبرانی مناجات بھی ملی ہیں نام مخفی ہے۔ مناجات میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ زندگی عطا کی ہے دشمنوں نے موت کے تاریک غار میں مجھے دھکیل دیا لیکن مَیں بچا لیا گیا۔ ان زبوروں میں فرستادہ حق کے مخفی اسفار کا بھی ذکر ہے۔ بعض زبوروں کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

۱۔ اے میرے خداوند مَیں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تُو نے میری روح کو زندگی کے بندھن میں باندھا۔ مجھے ہلاکت کے پھندوں سے بچا کر میرے اردگرد حفاظتی دیوار بنا دی ظالموں نے میری جان لینے کی کوشش کی۔ کیونکہ میں تیرے میثاق پر قائم ہوں۔ وہ لوگ جو کہ بطالت کے گہرے دوست اور طاغوت کے مشیر ہیں۔ انہوں نے نہ سمجھا کہ تیرے نزدیک میرا مقدمہ محکم اور تیری رحمت میری روح کی محافظ ہے اور تیری ہی مرضی تھی کہ وہ میری جان پر قابو نہیں پا سکے "

۲۔ تُو نے اس غریب کی جان بچائی ہے جس کا خون وہ اس غرور کی تشہیر کے لئے کہ وہ تیرے عبادت گذار ہیں بہانا چاہتے تھے انہوں نے مجھے لعنت و ملامت کے لئے چنا۔ لیکن اے میرے خدا تو بیکس اور بے آسرا کی مدد کو پہنچا تو نے میری جان کو طاقتور کے پنجہ سے چھڑا لیا۔

۳۔ مجھے اپنے وطن سے اس طرح نکال دیا گیا۔ جیسے پرندے کو گھونسلے سے.... لیکن تُو اے خدا شیطان کے تمام حربوں کو ناکام کر دے گا اور تیری ہی باتیں پھیلیں گی۔ اور تیرے ہی مقاصد ہمیشہ ہمیش مضبوطی سے قائم رہیں گے۔

۴۔ اے خداوند تو نے ایک اجنبی سرزمین کے سفر میں بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔ تو مجھے یہاں لے آیا۔ گروہ در گروہ مچھیروں کے درمیان جو پانی کی سطح پر اپنا جال پھیلاتے ہیں۔

۵۔ اے میرے خدا تو نے میری جان کو پنجۂ استبداد سے رہائی بخشی۔ جب میں گہری بے ہوشی میں ڈوب گیا تو نے میرے دل کو تقویت دی۔ میری ڈوبتی ہوئی روح کو تو نے قوت عطا کی اور سنبھالا دیا۔
(صحائف بحر میّت ترجمہ ڈل میڈیچو)

۶۔ تو نے میری آہ و بکا کو سُنا جو میری دکھی روح کی گہرائیوں سے نکلی اس تعذیب کے دوران جس میں مَیں مبتلا تھا جونہی میں نے تیری جناب میں فریاد کی تو نے میرے شکوۂ غم کی پذیرائی کی اور ایک غریب کی روح کو شیروں کے غار سے بچا کر محفوظ کر لیا۔
(صحائف بحر میّت صفحہ ۱۹۵ ترجمہ [illegible])

۷۔ مَیں تیرا شکر گزار ہوں اے میرے خدا!
کیونکہ تو میری قوت ہے ۔ اور میرا انحصار اور تو نے میری جان کو چھڑایا اور نجات دی ان سارے بُرے منصوبوں سے (جو کہ میرے خلاف باندھے گئے) کیونکہ تو نے میرے دل کو سچائی اور میری روح کو صداقت کا مرکز بنایا جس کے ساتھ تیری حکمت کے سارے نکتے شامل ہیں اور میرے خلاف جو لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے ان کی رالوں کو تو نے توڑ دیا تو نے ماتم کے اندوہناک عالم میں میری دلداری کی اے میرے آقا! اور تباہی بربادی کے دوران مجھے سلامتی کے کلمات سے بشارت دی جب مَیں گہری بیہوشی میں ڈوب گیا تو میرے دل کو تقویت دی میری ڈوبتی ہوئی روح کو تو نے قوت عطا کی اور سنبھالا دیا۔

(… ۱۳۵)

۸۔ اے میرے خدا تو مجھے بنی آدم سے مخفی رکھے گا ۔ جیسے تیری شریعت میرے دل میں مضمر ہے اس آخری لمحہ تک جب تک تو ان پر قطعی طور پر ظاہر نہ کر دے کہ تو نے مجھے بچا لیا ہے۔

۹۔ اے میرے خداوند مَیں تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تو نے میری جان کو ہلاکت کے گڑھے … سے …

بچا کر لازوال بلندیوں پر مجھے اُٹھایا ۔ اب مَیں دنیا کے لامحدود میدانوں میں چلوں پھروں گا۔" (ترجمہ ڈل میڈیکو)

علماء کہتے ہیں کہ صحائف قمران کی مثال روایتی "اٹلانٹس" سے ہے یہ خزینہ دو ہزار سال سے گم تھا ۔ مل گیا ۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس لٹریچر میں صادق استاد کے صلیبی مصائب کی طرف اشارات موجود ہیں ۔ صادق استاد کی ایک نظم میں تعذیب کا کچھ ایسا نقشہ کھینچا گیا کہ وہ واضح طور پر صلیبی مصائب معلوم ہوتے ہیں ۔ اس نظم میں لکھا ہے کہ فرستادہ خدا ایذا دہی کا نشانہ بنا لیکن وہ موت سے بچا لیا گیا ۔ یہودیوں کے منصوبے کامیاب نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پوری ہوئی۔

تفسیر ناحوم پر مشتمل ایک قطعہ وادی قمران کے غار ۴ سے ملا ہے اس کا متن غیر مکمل ہے کچھ حصہ اُڑا ہوا ہے علماء نے بصد اہتمام اسے پڑھا ۔ اس میں لکھا ہے کہ چونکہ ایک انسان زندہ صلیب پر کھینچ دیا گیا اس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مَیں اس قوم کے خلاف ہوں ۔ چنانچہ ایک حملہ آور پُرغضب شیر بن کر جھپٹا صلیبیں گاڑ دی گئیں اور اس نے زندہ انسانوں کو … صلیب کر دیا ۔ وہ حوالے دیتے … (WHARE CLARK KEE …) "… ہیں۔"

"اگر ہم مناجات قمران کو صادق استاد کی آپ بیتی بلکہ خود نوشت سرگزشت قرار دیں تو شاید ہمارے پاس تفسیر ناحوم کے علاوہ ایک اور ثبوت بہم پہنچ جائے گا کہ صادق استاد کو صلیب دیا گیا تھا۔"

(Jesus in History. P. 47)

یہی مصنف لکھتا ہے کہ صادق استاد اس لئے مسیح ناصری نہیں ہو سکتے کہ مناجات میں کفارے کا مطلقاً ذکر نہیں ہے۔

کتنی مضحکہ خیز بات ہے آگے چل کر ذکر ہوگا کہ عیسائیت کی ایک پوری شاخ یعنی فرقہ باطنیہ میں کفارہ کا ذکر مفقود ہے یہ شاخ کفارہ کے قول سے بار آور نہیں ہوئی بلکہ اس کے ہاں عمل صالح اور فضل خدا پر ہی نجات کا مدار۔ حضرت مسیح نے کفارے کا عقیدہ سرے سے پیش ہی نہیں کیا۔ اس کا ذکر کیوں ہوتا؟

کتابیات

(1) The Riddle of The Scrolls by del Medico, (2) The Dead Sea scrolls in English G. Vermis. (3) The Scriptures of The Dead Sea Sect by Theodo H. Gaster, (4) More Light on The Dead Sea Scrolls by Millar Burrows.

سُریانی مناجات

"تاریخ ہماری راہنمائی کرتی ہے کہ قرن اوّل کے عیسائیوں کے پاس ایک نظموں کا مجموعہ تھا۔ یہ اعلیٰ درجہ کی روحانی نظمیں تھیں آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ابتدائی نصاریٰ کی یہ ورد زبان تھیں۔

"تاریخ کلیسا سے معلوم ہوتا ہے کہ جب عیسائیوں کا کوئی اجلاس ہوتا تو یہ نظمیں خوش الحانی سے پڑھی جاتیں۔ ایک آدھ نظم اوراق پارینہ میں درج ہو کر محفوظ ہو گئی اور باقی نظمیں بالکل ناپید تھیں یہ نظمیں ایڈیسا اور نصیبین کی کلیسیا کا ورثہ ہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات کے دوسرے سال نظموں کا یہ مجموعہ اتفاقاً مل گیا۔ سُریانی زبان میں ۴۲ نظموں کا یہ مرقع ہے۔ جب ان نظموں کا ترجمہ انگریزی زبان میں شائع ہوا تو علماء حیران رہ گئے کہ کتنے عظیم الشان روحانی مضامین پر مشتمل جواہر پارے پردۂ اخفاء میں تھے۔ آج ہمارے پاس ان نظموں کا جو نسخہ ہے سولہویں صدی میں تیار ہوا۔ اس میں معمولی تغیر و تبدل بھی ہے۔ نظموں کا ابتدائی نسخہ ابھی نہیں ملا۔ پھر بھی یہ بھی غنیمت ہے۔

[illegible] بہت سی نظموں میں خود حضرت مسیح ناصری علیہ السلام

دنیا سے مخاطب ہیں۔ ابناشن۔ پیغام تعلیم صلیبی مصائب۔ صلیب سے نجات اور ہجرت، یہ سب ان نظموں کے خاص مضامین ہیں صحائف قمران میں صادق استاد کی عبرانی مناجات ملی ہیں۔ کلیسائے ایڈلیسہ کے پاس سریانی نظموں کا مجموعہ تھا۔ ان دونوں میں حد درجہ مشابہت ہے۔ فرق یہ ہے کہ عبرانی مناجات میں صادق استاد کا نام مخفی ہے لیکن سریانی نظموں میں ظاہر۔

قرآن کریم نے صلیبی واقعہ کی جو حقیقت بیان کی ہے وہ بلفظہ ان نظموں سے مترشح ہے حضرت مسیح ناصری کی مادری زبان آرامی تھی اور یہ نظمیں اس سے قریب تر سریانی میں ہیں۔ علماء کا خیال ہے کہ آرامی سے سریانی میں ترجمہ کر کے یہ نظمیں ترتیب دی گئیں۔ بہرحال حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی زبان اور سرمایۂ الفاظ کی قریب ترین صورت ان نظموں میں ملتی ہے۔

صلیبی موت سے نجات اور راہِ خدا میں ہجرت کے متعلق سریانی مناجات کے بعض اقتباسات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ میں خدا تعالیٰ کے غیر فانی بازوؤں کے اوپر بٹھلایا گیا ہوں۔ جنہوں نے مجھے دیکھا۔ وہ حیران و ششدر رہ گئے۔ کیونکہ میں ایذا رسانی کا نشانہ بنا اور انہوں نے خیال کیا تھا کہ موت مجھے نگل چکی ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں انہیں

ایسا دکھائی دیا جیسے کوئی ختم ہو گیا ہو۔

مجھ پر جو ظلم ہوا وہی (اللہ تعالیٰ کے فضل کو جوشش میں لا کر) میری نجات کا باعث بن گیا اور ان کے لئے وہ ظلم (اس کے غضب کو بھڑکا کر) باعث لعنت۔

وہ میری موت کے متلاشی تھے لیکن وہ اسے پا نہ سکے۔ وہ بیکار مجھ پر حملہ آور ہوئے۔ (غزل ۴۲)

۲- میں نے ان بندھنوں سے مخلصی پائی جن میں میں جکڑا ہوا تھا۔ اور تیری طرف اے میرے خدا میں دوڑا۔ کیونکہ تو میری نجات کا دہنا ہاتھ ہے اور میرا مددگار۔

تو نے ان لوگوں کو روک دیا جو کہ میرے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور میری بیماری کو مجھ سے دور کر دیا۔ (غزل ۲۵)

۳- وہ ذات جو کہ مجھے اوپر سے نیچے لائی۔ وہ مجھے نچلے علاقوں سے اوپر لے جائیگی۔

میرے ہاتھوں سے وہ اژدہا گرایا گیا جس کے سات سر ہیں (مراد ابلیس ہے) تو نے میرے ہاتھوں سے اس کی جڑوں پر مہر رکھوا دیا۔ تاکہ میں اس کا بیج ناش کر دوں۔ تیرے داہنے ہاتھ نے اس کے ظالم زہر کو ختم کر دیا۔ تو نے مردہ ہڈیاں لے کر ان کو گوشت پوست کے اجسام میں تبدیل کر دیا۔ وہ بے حس و حرکت تھے تو نے انہیں رمق حیات سے قوت بخشی۔ (غزل ۲۲)

نوٹ :- حزقی ایل نبی کے کشف میں [illegible]

اسرائیلی قبائل کو مردہ ہڈیاں کہا گیا ہے اور بشارت دی ہے کہ یہ ہڈیاں زندگی سے آشنا ہوں گی اور دوبارہ زندہ اجسام بن جائیں گی۔ (۳۷ باب)

اسی کی طرف مذکورہ نظم میں اشارہ ہے۔

۴- گلا گھونٹنے والے بندھن نجات کے ہاتھوں ٹوٹ چکے۔ میں نے ایک نئی شخصیت کے چہرہ اور وضع کو اختیار کیا۔ اور میں نے اس حالت میں چلنا شروع کیا۔ اور سچا لیا گیا۔

میں اپنے تمام اسیروں کے پاس رہائی دینے کے لئے پہنچا۔ لوگوں نے مجھ سے برکت حاصل کی۔ اور زندہ ہو گئے اور میرے ارد گرد جمع ہو گئے اور سچا لئے گئے۔ (غزل ۱۷)

۵- اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی جاودانی کی زندگی سے روشناس کیا۔ اور عالم بالا سے میرے لئے وہ امن و قرار مہیا ہوا جو کہ فساد سے مبرا تھا۔ وہ مجھے اپنے فردوس میں لے گیا۔ جہاں اس کی خوشنودی کی بہتات ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی پرستش۔ اس کی عظمت اور جلال کے پیش نظر کی۔ (غزل ۱۱)

اس غزل میں وَ اٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ کا نقشہ کھینچا گیا ہے

۶- میرے تمام ایذا دہندہ در اصل مردہ ہیں کیونکہ میں زندہ ہوں۔ اور میں اٹھ کھڑا ہوا۔ میں برباد نہ ہوا۔ گو انہوں نے میری تباہی کا منصوبہ بنایا۔ پاتال نے مجھے دیکھا وہ مضطرب

ہو گیا۔ (مجھے اس نے قبول نہ کیا) موت نے مجھے
باہر پھینک دیا۔ میں اس درجہ زہریلی اور تلخ کام تھا
کہ میں موت کے ساتھ اس کے گڑھے میں پاتال تک
اتر گیا۔ لیکن میرے پاؤں اور سر کو اس نے چھوڑ
دیا (اس طرح میں زندہ رہا)

اور میں نے اس کے جہانِ مردگان میں
زندہ انسانوں کی ایک جماعت بنائی میں نے زندہ
ہونٹوں سے ان سے کلام کیا وہ لوگ جو کہ مر چکے
تھے میری طرف لپکے۔ وہ چلائے اور انہوں نے
کہا۔ خدا کے بیٹے ہم پر ترس کھا ہمیں ظلمت
کے بندھنوں سے رہائی دے۔ ہمیں بھی اپنے
ساتھ نجات سے ہمکنار کر کیونکہ تو ہمارا نجات
دینے والا ہے میں نے ان کی آواز سنی اور
ان کی بپتا قبول پر اپنے نام کی مہر ثبت کر دی۔
اب وہ آزاد مرد ہیں وہ میرے ہو چکے (غزل ۴۲)

۷۔ ایک نظم میں بطور خاص حضرت مسیح
ناصری دنیا سے بچ نکلنے کا یوں لکھا ہے:۔

خداوند نے اپنے کلمہ ہدایت سے میرے
منہ کو کھولا اور اس کے ثمرات نے میرے دل کو شاد
کر دیا اور اس نے میرے عرفان کو اپنی حیات
لازوال کا مسکن بنایا۔ اس نے مجھے توفیق بخشی
کہ میں اس کی سلامتی کے ثمرات کی بات کروں
اور ان روحوں کو جو اس سے مانگنے کی مشتاق
ہیں منزلِ مراد تک پہنچا دوں۔
اور قیدی کو آزاد کرنے کے لئے ایک
اچھی قید مہیا کروں۔ مجھے طاقت بخشی اور مضبوط
بنایا گیا تاکہ میں دنیا کو اپنے حلقۂ اثر میں لے کر
اسیر کر سکوں۔

اور غیر ممالک کے لوگ جو کہ باہر منتشر ہیں
وہ مجتمع ہو گئے اور میں نے اپنی محبت سے ان
کے نفوس کو آلودگیوں سے پاک کیا کیونکہ انہوں
نے دنیا کے بلند حصوں (یعنی مرتفع مقامات)
میں مجھے قبول کیا۔ اور ان کے قلوب پر نور کے
اثرات میں نے چھوڑے وہ میری راہِ حیات پر
گامزن ہوئے اور بچا لئے گئے۔

اور ہمیشہ کے لئے میرے حلقۂ احباب میں
شامل ہو گئے۔ (غزل ۱۰)

حضرت مسیح علیہ السلام بعض مرتفع مقامات میں پہنچے اس نظم میں آپ وہاں سے مخاطب ہیں یہ اشعار بھی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ کے آئینہ دار ہیں:-

سُریانی مناجات کے لئے ملاحظہ ہو:-

Lost Books of The Bible

odes of Soloman.

قرنِ اول کی مندرجہ بالا سُریانی غزلوں میں صلیبی موت سے نجات راہ خدا میں ہجرت اسرائیلی اسباط کی نشأۃ ثانیہ اور ایک جنت ارضی میں بسائے جانے کا ذکر اتنے واضح طور پر ہوا ہے کہ مجالِ انکار نہیں۔

نصیبین وایڈیسہ کے یہی وہ مدفون خزائن تھے جن کی کشش اور خوشبو آج سے ۸۰ سال قبل اس فرستادہ نے محسوس کی جو کہ یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ کا مصداق تھا۔ اس پر یہ سب باتیں روح القدس کی تائید سے منکشف ہوئیں۔ اس نے اپنی کتابوں میں وہ روحانی قوت بہم پہنچائی۔ جو باطل عقائد پر گراں کو پاش پاش کرنے والی تھی۔ آج زمانہ اپنی باطنی کشش کی وجہ سے کشاں کشاں اسی سنگ میل اور انہی راہوں پر جا رہا ہے جنکی نشاندہی مامورِ زمانہ نے کی تھی۔

قرآنی حقائق

قرآنِ حکیم نے اعلان کیا کہ حضرت مسیح نہ قتل ہوئے نہ صلیب پر ان کو مارا گیا۔ لیکن مشابہ بموت حالت میں سے وہ گذرے جس کے باعث اہلِ کتاب حقیقی موت سے قبل ایک فرضی اور ظنی موت کے قائل ہو گئے۔

سریانی مناجات کا بھی یہی مضمون ہے۔ نظم ۲۵ کے الفاظ ہیں:-

وہ لوگ جنہوں نے مجھے دیکھا میری عظمت سے متأثر ہو کر ششدر رہ گئے ان کا ظن یہ تھا کہ دشمن مجھے نگل چکے ہیں۔ کیونکہ میں بظاہر انہیں یوں معلوم ہوا جیسے کوئی ختم ہو گیا ہو...... وہ میری موت کے متلاشی تھے لیکن اسے پا نہ سکے۔

قرآنی الفاظ ہیں وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔

پھر فرمایا۔ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا

سُریانی اور قرآنی متن کا اگر مقابلہ کیا جائے تو مشابہت تامہ منظرِ عام پر آ جائے گی۔ قرآنی حقائق کا انکشاف کوئی معمولی بات نہیں ایک عظیم الشان صداقت ہے۔

۲۔ فرمایا وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔

سُریانی مناجات میں غزل ۲۹ کے یہ الفاظ قابل غور ہیں۔

اس نے اپنی رحمتوں سے مجھے اونچا کیا اور اس کے بے پایاں حسن و احسان نے مجھے رفعتوں

ہمکنار کر دیا۔ پاتال (یعنی موت) کی گہرائیوں سے وہ مجھے اوپر اٹھا لایا۔ اور موت کے مُنہ سے اس نے مجھے باہر نکالا۔

غزل ۳۶ میں ہے :-

مَیں نے اللہ کی روح پر سہارا لیا۔ رُوح نے مجھے اوپر اٹھا لیا اور مجھے اپنے قدموں پر کھڑا کر دیا۔ خداوند کی بلندی میں ۔۔۔۔۔۔ اس کی حکومت کے ذریعہ مجھے قیام عطا ہُوا۔

یہ وہی مضمون ہے جو صحیفہ قمران کا طرۂ امتیاز ہے۔

یہودی صلیبی موت کے ذریعہ ایک پیغمبر صادق کو اپنی دانست میں اسفل السافلین میں گرانا چاہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ کو رفع منظور تھا یہ مضمون بعینہٖ انہی لفظوں کی طرح صحیفۂ قمران میں بیان ہُوا ہے۔

صادق استاد کی عبرانی مناجات میں ہے :-

مَیں تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ اے خداوند کہ تو نے میری جان کو موت کے پھندوں سے نجات دی اور عالم اسفل سے نکال کر لازوال بلندیوں پر مجھے اٹھایا۔ اب مَیں وسیع میدانوں میں چلا پھرا کروں گا۔ (زبور ۷ صحائف قمران)

قبطی اناجیل

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا۔ اسینیہ قرن اوّل کے یہودیوں کا ایک فرقہ تھا۔ یہ صلحاء اور صوفیاء کا گروہ تھا۔ ان کا لٹریچر وادی قمران کے غاروں سے ملا ہے صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام نے انہی کے پاس پناہ لی تھی۔ ان کی لائبریری میں صادق استاد کی مناجات ملی ہیں۔ صادق استاد سے مراد کون ہے؟ علماء مغرب کے نزدیک یہ عقدہ ابھی حل طلب ہے۔ ایک نظریہ ان ہی کا پیش کردہ ہے کہ مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں۔ ہماری تحقیق میں یہ نظریہ ہر لحاظ سے درست ہے۔ اسینی صوفیاء جب عیسائیت کی آغوش میں آگئے تو وہ مائل بہ تصوف ہونے کی وجہ سے طریقت باطنی کے منادی بن گئے۔ باطنی فرقہ کا لٹریچر ڈیڑھ ہزار سال اسرزمین مصر میں مدفون رہا۔

ناج حمّادی گاؤں میں ایک مزار سے مہربلب ایک مٹکا برآمد ہُوا۔ اس میں قبطی زبان کے ۵۲ صحیفے بند تھے۔ یہ قرون اولیٰ کے باطنی عیسائیوں کی لائبریری ہے۔ اسینی فرقہ کے جانشینوں کے نوشتے۔ اس بیش بہا لٹریچر کے مطالعہ سے معلوم ہُوا۔ کہ قرون اولیٰ میں عیسائی صوفیاء کا ایک فرقہ ایسا تھا جو کہ پولوس کی پیش کردہ عیسائیت سے بالکل مختلف تھا۔

- وہ حضرت مسیح کی صلیبی موت کا قائل نہیں تھا۔
- ان کے ہاں مسیح کے خون سے نجات کے وابستہ ہونے کا کوئی عقیدہ نہیں۔ صلیب پر مبنی کفارہ کا ذکر مفقود ہے۔
- وہ توما کی مرتبہ کردہ انجیل کے قائل تھے اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ۱۱۴ اقوال ہیں

زیادہ تر واقعہ صلیب کے بعد کے ہیں۔

ـــ ان کے لٹریچر سے توما کی انجیل، یعقوب کی مخفی تعلیم، انجیل فلپ اور انجیل صداقت برآمد ہوئی ہیں انجیل توما میں صلیبی واقعہ کے بعد کے اقوال بھی شامل ہیں۔

ـــ وہ اس بات کے قائل تھے کہ حضرت مسیح پر صلیبی موت وارد نہیں ہوئی۔ ان کی حالت مُردوں والی ہو گئی تھی وہ پاتال سے اُوپر اٹھائے گئے صلیب کے بعد ۵۵۰ دن تک بعض حواریوں کو ملتے اور ان کو تربیت دیتے رہے۔

ـــ اس کے بعد یعقوب حواری کو امیر مقرر فرمایا اور خود کہیں دُور ہجرت کر گئے۔

ـــ سفر کی زندگی میں حضرت مسیح کے ہمراہ تین مریم نامی خواتین تھیں ایک مریم ان کی والدہ۔ ایک مریم مگدلینی ان کی رفیقۂ حیات۔ ایک مریم رشتہ میں ان کی بہن۔

ـــ وہ یہ مانتے تھے کہ ہر قوم میں ہادی آئے ہیں زرتشتؑ بھی خدا کے نبی تھے۔ زرتشت کے نام پر بعض صحیفے ان کے لٹریچر میں شامل ہیں۔ ہرمس HERMES کو وہ ایک ریفارمر مانتے تھے۔ جو کہ مصری اور یونانی اساطیر کی ایک مقدس ہستی ہے

ـــ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ عقیدۂ توحید کے علمبردار تھے الوہیت مسیح یا تثلیث کا تصور ان کے لٹریچر میں نہیں ملتا۔

جس طرح صوفیاء کی مخصوص زبان اور اصطلاحات ہوتی ہیں۔ یہ لٹریچر اسی زبان میں ہے اس زمانہ کی مخصوص زبان میں روحانی اسرار بیان ہوئے ہیں۔

علماء تسلیم کرتے ہیں کہ

ـــ یہ لوگ جانشین تھے جماعت قمران یا اسینی صوفیاء کے۔

ـــ شام و مصر میں اس فرقہ کے لوگ پھیلے ہوئے تھے

ـــ چرچ نے ان کے لٹریچر کو ضبط کر لیا جس کے باعث مخفی جگہوں پر انہیں دفن کرنا۔ اب برآمد ہو رہا ہے۔

ـــ انجیل عبرانیہ کے حقائق انجیل توما میں شامل ہیں

ـــ اس فرقہ کی انجیل فلپ، عبرانی نسل کے عیسائیوں کے نام سے معنون ہے۔

ـــ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بھائی یعقوب حواری کے عقائد کیا تھے؟ ان کے لٹریچر میں اشارات موجود ہیں۔ یعقوب کی مخفی کتاب میں ہے۔ کہ حادثہ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام ۵۵۰ دن تک تعلیم دیتے رہے۔

ـــ اس فرقہ کے لوگ پولوس کی بجائے یعقوب حواری کی کلیسیا سے وابستہ تھے۔ پھر آہستہ آہستہ (?) گمراہ (?) اثر کے باعث مختلف ہو گئے۔ اور [illegible] عقائد میں ارتقاء شروع ہو گیا۔

---

۱ SECRET SAYINGS OF JESUS BY R.M.GRANT, P.63.

اس مختصر تعارف کے بعد ناج حمادی کے صحائف
کے بعض حوالے پیش ہیں۔

"یعقوب حواری کی مخفی تعلیمات" میں لکھا ہے:-
حضرت مسیح جی اٹھنے کے بعد اپنے حواریوں
کے ساتھ ۵۵۰ دن تک پھرتے رہے اور ان کی
تعلیم و تربیت میں مشغول رہے۔ خاص طور پر
پطرس اور یعقوب کو اسرار روحانی کی تعلیم دی گئی
(دیکھیے اوجی آف گاسپل آف تھامس صفحہ ۱۰۲ و ۱۰۳)

انجیل توما میں ہے۔
"حواریوں نے یسوع کو کہا کہ آپ ہمیں چھوڑ کر
کہیں دور جا رہے ہیں۔ آپ کے بعد ہم پر نگران
کون ہوگا؟ یسوع نے مرد صادق یعقوب کی طرف
رجوع پذیر ہونے کی تلقین کی۔" (قول ۱۲)

انجیل فلپ میں ہے۔
"تین مریم نامی خواتین ہمہ وقت حضرت
مسیح کے ساتھ چلتی رہیں۔
مریم ان کی والدہ۔ مریم مگدلینی ان کی رفیقہ
حیات۔ ایک مریم رشتہ میں ان کی بہن۔
(۳۲ : ۱۰۷)

انجیل فلپ میں لکھا ہے:-
کہ وہ لوگ غلطی خوردہ ہیں جو یہ مانتے ہیں۔
کہ حضرت مسیح علیہ السلام پہلے مر گئے اور پھر زندہ
ہو گئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ پہلے اٹھائے گئے
اور پھر ان کی وفات ہوئی۔ اس کا صاف مطلب
یہ ہے کہ صلیب پر حضرت مسیح کی وفات نہیں ہوئی
بلکہ گہری بیہوشی سے وہ بیدار ہوئے۔ اٹھائے گئے
اور ان کی وفات طبعی طور پر ہوئی ہے الفاظ یہ ہیں

*Those who say:-
That the Lord died first and then rose up are in error, for he rose up first and then died. 184:15.*

کہ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے آقا پہلے فوت
ہو گئے تھے اور پھر زندہ ہو گئے غلطی خوردہ ہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ وہ پہلے اٹھائے گئے اور پھر
ان کی وفات ہوئی۔

اس اجمال کی تفصیل اسی انجیل میں دوسری
موجود ہے۔ لیکن عبارت کا زیادہ تر حصہ اڑا ہوا
ہے علماء نے اپنی حاشیہ سے عبارت کو بحال کرنے
کی کوشش کی ہے لیکن اس میں پوری کامیابی نہیں
ہوئی بہر حال عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت مسیح
علیہ السلام مردوں میں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے
ان کی پہلی حالت بحال ہو گئی جس طرح وہ پہلے
تھے اسی طرح ہو گئے۔ ان کی بدنی تکالیف دور
ہو گئیں۔ انہوں نے صلیب پر یہ فقرہ کہا۔
"کہ اے میرے خدا۔ اے میرے خدا۔
میرے آقا۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"
خداوندی کا جوش میں آئی صلیب پر حضرت
مسیح نے اسے پا لیا۔ (انجیل فلپ ص ۱۳۵-۱۳۶)
صاف ظاہر ہے کہ وہ صلیبی موت سے بچائے گئے

کلام الامام

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت کلام پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ "راز حقیقت" میں فرماتے ہیں:-

"غرض مسیح ابن مریم کو صلیبی موت سے مارنا یہ ایک ایسا اصل ہے کہ اسی پر عیسائی (ناقل) مذہب کے تمام اصولوں کفارہ اور تثلیث وغیرہ کی بنیاد رکھی گئی تھی اور یہی وہ خیال ہے جو نصاریٰ کے چالیس کروڑ انسانوں کے دلوں میں سرایت کر گیا ہے اور اس کے غلط ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر عیسائیوں میں کوئی فرقہ دینی تحقیق کا جوش رکھتا ہے تو ممکن ہے کہ ان شہادتوں پر اطلاع پانے سے وہ بہت جلد عیسائی مذہب کو الوداع کہیں اور اگر اس تلاش کی آگ یورپ کے

کتابیات

1. The Gospel of Phili[p] R.M. Wilson Harper & Ro[w] Publishers 1962.
2. Theology of The Gosp[el] of Thomas 1961 by B. Gartner
3. The Secret Saying[s] Jesus by R.M. Grant Fontana Books 196[illegible]
4. Gnosticism by R.M. Grant New York 1961.
5. Apocryphal Gospels by Rascher of Zurich.

تمام دلوں میں بھڑک اٹھے تو جو گروہ چالیس کروڑ انسان کا انیس سو برس میں تیار ہوا ہے ممکن ہے کہ انیس ماہ کے اندر دستِ غیب سے ایک پلٹا کھا کر مسلمان ہو جائے کیونکہ صلیبی اعتقاد کے بعد یہ ثابت ہونا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مارے گئے بلکہ دوسرے ملکوں میں پھرتے رہے یہ ایسا امر ہے کہ یک دفعہ عیسائی عقائد کو دلوں سے اڑاتا ہے۔ اور عیسائیت کی دنیا میں انقلاب عظیم ڈالتا ہے۔

(راز حقیقت صفحہ ۱۳ حاشیہ)

حاصل مطالعہ

"حضرت مسیح ناصری اور حادثہ صلیب"

"عصر حاضر کے علماء اور ادباء کی نظر میں"

جناب بشیر احمد زاہد - سیالکوٹ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عظیم الشان علمی انکشاف ہے کہ آپ نے انگریز کے عیسائیت نواز عہد میں یہ تثلیث شکن اعلان فرمایا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو یہود صلیب پر لٹکوانے میں تو کامیاب ہو گئے تھے مگر وہ آپ کو صلیب پر جان سے مار نہ سکے تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنی قدرت کاملہ سے بچا لیا تھا جس کے بعد آپ سرزمین کشمیر میں تشریف لائے یہیں آپ کی وفات ہوئی اور سری نگر محلہ خانیار میں آپ کا مقبرہ ہے۔

حضور آیت کریمہ "وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ" سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے
وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ
وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ......
یعنی یہودیوں نے نہ حضرت مسیح کو درحقیقت قتل کیا اور نہ بذریعہ صلیب ہلاک کیا بلکہ ان کو محض ایک شبہ پیدا ہوا کہ گویا حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت ہو گئے ہیں اور ان کے پاس وہ دلائل نہیں ہیں جن کی وجہ سے ان کے دل اس بات پر مطمئن ہو سکیں کہ یقیناً حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیب پر جان نکل گئی تھی۔"

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۹)

حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عظیم الشان انکشاف حقیقت میں عالم اسلام پر ایک گراں بہا احسان ہے جس سے عیسائیت کا بلند بام محل چند ہی لمحوں میں زمیں بوس ہو جاتا ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تو اس سے کفارہ باطل ٹھہرتا ہے اور حضرت مسیح خدا ثابت نہیں ہوتے اور نہ ہی جملہ انبیاء علیہم السلام حضرت آدم کے فرضی گناہ کی وجہ سے

گنہگار بنتے ہیں۔ اور نہ ہی نجات کے لئے مسیح کو
لعنتی بنانے کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی نجات
کے لئے خدائی عدل و رحم کی صفات میں کوئی عملی
تضاد تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحقیق
سے متعلق بعض علماء و ادباء کے اقتباسات
پیش ہیں:۔

(۱) جناب ڈاکٹر علامہ اقبال کا ایک شعر ہے ؎

جہاں کی روحِ رواں لا الٰہ الا اللہ
مسیح و میخ و چلیپا یہ ماجرا کیا ہے۔
(بالِ جبریل)

جناب عبدالرحمٰن طارق اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

"جب اس جہان کا مقصدِ تخلیق یہ
اس کی روحِ رواں فقط توحیدِ باری
تعالیٰ اور عبادتِ حق ہے تو پھر مسیح
ابنِ مریم کو تبلیغِ حق، توحید اور
تلقینِ ایمان و تقویٰ کے جرم میں
میخ و چلیپا (صلیب) سے کیوں دوچار
ہونا پڑا؟
پھر کیا ہے اصل مفہوم و مقصد یہ ہے
کہ تبلیغ کے جرم میں انبیاء، شہداء
صالحین اور اولیاء اللہ کو طرح طرح
کے مصائب سہنا پڑتے ہیں اور اہل
عشقِ الٰہی میں امتحان نہیں کی"
(اشاراتِ اقبال ص ۲۱۲)

جناب عبدالرحمٰن طارق کے اس بیان سے
ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو تبلیغِ حق
توحید اور تلقینِ ایمان و تقویٰ کے جرم میں میخ و
چلیپا (صلیب) سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ اور یہ
وہ عقیدہ ہے جو ان کے اپنے اقرار کے مطابق اہلِ
اسلام کے عقیدہ کے خلاف ہے کیونکہ ان کے عقیدہ
کے مطابق تو حضرت مسیح علیہ السلام کی بجائے
ایک اور شخص کو جو ان کا ہمشکل تھا، صلیب پر
پر چڑھایا گیا تھا۔ (اشاراتِ اقبال ص ۲۱۲) پس
صاف ظاہر ہے کہ علامہ اقبال کا عقیدہ اس بارہ
میں عام مسلمانوں کے خلاف تھا۔

چنانچہ اسی امر کو وہ "سرگذشتِ آدم" میں
ایک اور پیرایہ میں یوں بیان کرتے ہیں ؎

کبھی صلیب پہ اپنوں نے مجھ کو لٹکایا
کیا فلک کو سفر چھوڑ کر زمیں میں نے
(بانگِ درا)

(۲) جناب علامہ مشرقی جو خاکسار تحریک کے
بانی اور مسلمانوں کے ایک ممتاز سیاسی و ملی
رہنما تھے رقمطراز ہیں:۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت
کے متعلق خیال ہوا کہ ایک عجیب و
غریب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جو ... واقعۂ صلیب
کے عینی شاہد لے اپنے سلسلے کے احباب
کو مصر میں لکھا - اور جو سکندریہ کے ایک
پرانے مکان ملک حبشی (ابے سینیا)
کی ایک تجارتی شرکت کے رکن کو دوران
سیاحت میں ملا - محکمۂ آثارِ قدیمہ مصر
نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ یہ پرانا مکان
زمانہ قدیم میں اسینی فرقے کا ایک مسکن
تھا جو حضرت عیسیٰ کے زمانے میں حامیانِ
فطرت کا ایک مقتدر باخدا اور باعمل
گروہ تھا ......

مکتوب میں راقم نے اس امر کا دعویٰ کیا
ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کے مصلوب
ہونے کے وقت عینی شاہد تھا حضرت
کو یہود کے سامنے پیلاطوس حاکم گلیل
کے فرمان کے مطابق صلیب دی گئی لیکن
چونکہ یوم سبت کی رات ہونے کی وجہ
سے ان کو سرِ شام چند گھنٹوں کے
بعد صلیب سے اتار لیا گیا اور ان کی
ہڈیاں نہ توڑی گئیں اس لئے وہ مرے
نہیں اگرچہ یہود کو اطمینان ہو گیا تھا
کہ وہ مر گئے ہیں - اور پہرہ دار نے بھی
اس امر کی تصدیق کر دی تھی - جلاد
سپاہیوں کا حضرت عیسیٰ کے بدن میں
برچھی کا چبھونا اور اس سے خون اور
پانی کا نکلنا (جس کا ذکر انجیل میں ہے)
اس امر کی تصدیق ہے کہ حضرت عیسیٰ
دراصل مرے نہیں تھے - لیکن یہود کو
گمان ہو گیا تھا کہ وہ مر گئے ہیں -
قرآن حکیم میں اس واقعہ کی حیرت
انگیز طور پر تصدیق ہوتی ہے اور
تیرہ سو برس بعد اس کا ایک ہمعصر
شہادت سے مصدق ہونا ہر صاحب
نظر کے لئے قرآن کے انسانی کلام نہ
ہونے کی ایک بیّن دلیل ہے ''
(تذکرہ دیباچہ صفحہ حاشیہ)

(۳۰) جناب خواجہ عباد اللہ صاحب اختر امرتسری
لکھتے ہیں :-

'' مسیح صلیب پر ضرور لٹکائے گئے
مگر صلیب پر وفات نہیں پائی اور
نہ اس قدر عرصہ میں کوئی شخص صلیب
پر مر سکتا ہے - البتہ ان پر غشی
طاری ہو گئی تھی لوگوں کو شبہ ہو گیا
تھا کہ وہ مر گئے ہیں بیہوشی کے عالم
میں انہیں صلیب سے اتارا گیا -
اور مُردہ سمجھ کر ایک قبر میں رکھا گیا
جس کا نقشہ اس کتاب میں ہم لکھ
چکے ہیں جس وقت وہ ہوش میں آئے
خود بخود قبر سے نکل آئے ''
(دمشق صفحہ ۵۲)

(۴) ہندوستان کے ایک کہنہ مشق ادیب و شاعر
مولانا نیاز صاحب فتحپوری تحریر فرماتے ہیں:-
"حضرت عیسےٰ کے متعلق عرصہ سے یہ
عقیدہ چلا آ رہا تھا کہ انہوں نے
صلیب پر جان دی۔ اور پھر خدا نے
اپنے پاس اٹھا لیا۔ یہاں تک کہ ان کا
مستقر بھی فلک چہارم قرار دیا گیا
لیکن اس وقت تمام دنیا یہاں تک
کہ عیسائیوں کے ایک طبقہ نے بھی
تسلیم کر لیا ہے کہ جب آپ صلیب سے
بچ نکلے تو آپ نے روما کے حدود
سے ہجرت اختیار کی کیونکہ وہاں
پھر اسی گیرودار کا اندیشہ تھا۔
یہاں اس بحث کا موقعہ نہیں کہ
واقعہ صلیب اور رفع الی السماء کے
متعلق قرآن پاک کیا کہتا ہے کیونکہ
اس موضوع پر اب سے ۳۸ سال
نگار کے ذریعہ سے کافی شرح و بسط
کے ساتھ لکھ چکا ہوں۔ کہ کلام
الٰہی سے صاف طور پر ثابت ہے
کہ وہ اپنی طبعی موت سے مرے اس
سے قبل سر سید احمد خان بھی
بالکل یہی بات کہہ چکے تھے۔ اور
(حضرت) میرزا غلام احمد صاحب
(علیہ الصلوٰۃ والسلام - زاہد) بھی

لیکن (حضرت) میرزا صاحب کی
تحقیق کا طرۂ امتیاز ان سے
کوئی نہیں چھین سکتا کہ انہوں
نے نہ صرف مذہبی بلکہ تاریخی
حیثیت سے بھی ثابت کر دیا
کہ مسیح ہجرت کر کے آخر میں سرینگر
پہنچے اور ان کی قبر فلاں مقام
پر اب بھی موجود ہے۔
یہ ایسا غیر معمولی انکشاف
تھا کہ اس کو سن کر دنیا چونک
پڑی۔ بہتوں نے اس کی ہنسی
اڑائی اور بعض نے اس پر غور
کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ یہ بات
ملکوں ملکوں پہنچی اور آخر کار
سب کو مان لینا پڑا۔"
(ماہنامہ نگار جون ۱۹۶۱ء)

(۵) "نامور محقق اور مشہور عالم دین نواب
اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی صاحب مرحوم نے
ایک مبسوط مضمون میں پوری شرح و بسط سے
ثابت کیا کہ:-
"یہود کا ایسا بیان ہے کہ پہلے حضرت
عیسےٰ سنگسار کئے گئے ....
عیسائیوں کا بیان ہے کہ وہ صلیب
پر مارے گئے۔ اس لئے قرآن میں
ان دونوں باتوں پر اشارہ ہے

وَمَا قَتَلُوْہُ وَ مَا صَلَبُوْہُ"
یعنی نہ قتل بذریعہ سنگساری ہوا
اور نہ قتل بذریعہ صلیب ہوا نہ یہ
کہ وہ مطلق صلیب چڑھائے ہی نہیں
گئے۔ کیونکہ مطلق صلیب کی نفی کچھ
مفید نہیں ہے کیونکہ صلیب پر
ہاتھوں میں میخ ٹھونکنے اور سر باندھ
دینا اور پھر تین گھنٹے بعد اتار لینا
مار ڈالنے کے لئے کافی نہیں ہے
بلکہ تصلیب کی نفی سے صلیبی موت
مراد ہے۔" (انتخاب مضامین
تہذیب الاخلاق جلد سوم ص۱۲)

(۶) اس بارے میں مولانا مودودی کا یہ بیان بھی شاید دلچسپی کا موجب ہو آپ لکھتے ہیں:-
"حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول بنکر
تشریف لائے تو بنی اسرائیل نے
آپ کو ماننے سے انکار کر دیا اور
نہ صرف انکار کیا بلکہ رومی عدالت
سے آپ کو سزا دلوائی اور ایک
ڈاکو چھڑوانے میں آپ پر ترجیح دی۔"
(ایشیا ۳؍ ستمبر ۱۹۶۷ء)

پاک و ہند کی ان ممتاز شخصیتوں کے مذکورہ بالا بیانات سے واضح ہے کہ وہ نظریہ جسے ابتداء میں . . . . دبانے کے لئے پورا زور لگایا گیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے ماننے والوں پر ہر قسم کے ظلم و ستم ڈھائے گئے اور زمین ان کے لئے اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگ ہو گئی۔ اب وہی نظریہ اپنے زورِ صداقت کی بدولت دل و روح کو محبوب ہوتا جا رہا ہے۔

چنانچہ علمائے دین کے علاوہ علم و ادب کے ہر حلقۂ خیال میں یہ نظریہ پسندیدہ ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ شعرائے کرام نے تو اس کو بطور تلمیح بھی اختیار کر لیا ہے۔

۱- ۳۰؍ ستمبر ۱۹۶۱ء کو آئی سی اے کلب کی طرف سے ایک مشاعرہ زیرِ صدارت شیخ حسام الدین صاحب ۴ لارنس روڈ پر ہوا جس میں ظہیر کاشمیری نے ایک غزل پیش کی جس کا مطلع تھا ؎

کیا خوب ارتقائے چمن کا اصول تھا
ہر شاخِ گل صلیب تھی ہر گل رسول تھا

لطیفہ یہ ہے کہ ظہیر صاحب نے صاحب صدر کہہ دیا تھا کہ "میری غزل کا مطلع آپ کے لئے ہے۔ باقی سامعین کے لئے"
(چٹان ۱۹؍ اکتوبر ۱۹۶۱ء)

۲- نیشنل بک سنٹر میں کنول فیروز کے مجموعۂ کلام "شہرِ صلیب و گل" کے تعارفی جلسہ میں جو مقالہ ظہیر کاشمیری نے پڑھا اس میں یہ شعر بھی تھا ؎

کھینچا گیا صلیبِ جفا پر مسیحِ دل
یہ ظلم دیکھنا میری زندگی میں تھا
(دین ڈائجسٹ اکتوبر ۱۹۶۹ء ص۱۳)

۳- حلقہ ارباب ادب مرنگ کی ایک تقریب میں گلزار چوہان نے جب یہ شعر پڑھا ؎

نہ عیسیٰ ہے نہ عیسیٰ کا حواری گلزار
کس لئے اس کو سرِ دار بلایا جائے

تو حاضرین نے فوراً دو اعتراض جڑ دیئے ایک یہ کہ جب حضرت عیسیٰؑ کا شعر میں ذکر ہے تو دوسرے مصرعہ میں صلیب کا لفظ ہونا چاہیئے۔ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کے سب حواری قابلِ دار نہ تھے ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے مخبری کر کے انہیں مصلوب کروایا۔ لہٰذا حواریوں والی تلمیح بالکل غلط ہے" (نوائے وقت ۲۹ ستمبر ۱۹۶۹ء)

۴- جناب ہارون الرشید زیرِ عنوان "سامراجی ممالک کے ہتھکنڈے" لکھتے ہیں:-

"تمام انقلابیوں کا انجام یسوعؑ کا انجام ہے یعنی سولی پہ چڑھنا ہوگا" (روزنامہ مساوات ۳ نومبر ۱۹۷۶ء)

۵- جناب فضل محمود صاحب نے تو اپنے ایک

مسلسل مضمون "تلاشِ حق" میں نوائے وقت میں اس مقام کی تصویر بھی چھپوائی تھی جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب دی گئی تھی جو خود اس کا ثبوت ہے کہ وہ حادثہ صلیب کی صحت پر یقین رکھتے ہیں۔

۴- روزنامہ مساوات کے سنڈے ایڈیشن میں جناب زبیر احمد صاحب کا ایک گرانقدر تحقیقی مضمون بعنوان "سائنس نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے صلیب پر وفات نہیں پائی" شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے تجیرہ مرداد کے صحائف "مسیح کے کفن - انکے فوٹوؤں اور ہندوؤں کی مقدس کتاب بھوشیہ پران - نیز ہندوستان کے مشہور عالم پروفیسر ایف۔ ایچ حسنین کی جدید تحقیقات کی بنا پر یہ لکھا ہے

"ہندوؤں کے مشہور عالم پروفیسر ایف۔ ایچ حسنین نے سالہا سال کی تحقیق کے بعد اس بات کا دعویٰ

کیا ہے کہ حضرت عیسےٰ صلیب سے
زندہ اُتر آئے تھے - اور بعد میں علاج
کے ذریعہ تندرست ہو گئے تھے اس
کے بعد ایران اور افغانستان ہوتے
ہوئے کشمیر پہنچے جہاں بہت سے
یہودی بابل اور آشوریہ سے آکر
پناہ گزیں ہوئے تھے وہاں ۱۲۰ سال
کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا"

۷- جناب خورشید الزماں صاحب ہاشمی "پوپ ازم اور آرٹ" کے تحت لکھتے ہیں :-

"حضرت عیسےٰ کے صلیب پر چڑھائے
جانے کی تصویریں دیکھ کر رحم آتا ہے
اور خوف بھی - میں نے جب انہیں دیکھا
بہت متاثر ہوا .... اصل واقعہ
بڑا ایمان پرور ہے ان تصویروں نے
عورتوں کی حسیات کو یسوع مسیح کے
جسمانی دکھ کا ماتم کرنے میں لگا دیا ....
اس کی وجہ یہ ہے کہ آرٹ جسمانی زخموں
کو مرکزِ توجہ بناتا ہے اور ابتلاء کے
تصور کو بھیانک بنا کر پیش کرتا ہے
.... حالانکہ یہ واقعہ قدرتی پرانا ہے
اور اس ابتلاء کو بڑی ایمان افروز
استقامت سے برداشت کیا گیا تھا"
(ماہنامہ عروج اسلام صفحہ ۲۵-۲۶
اگست ۱۹۶۰ء)

۸- گورنمنٹ کالج لاہور کی بزم ترجمہ کے ۱۹۲۹ء کے اجلاس میں جناب مظفر علی صاحب نے ایک افسانہ "یہودیہ کا حاکم" کے عنوان سے پیش کیا تھا - یہ افسانہ ماہنامہ مخزن میں مدیر اعلیٰ کے ایک خاص نوٹ کے ساتھ اشاعت پذیر ہوا تھا - اس کا آخری پیراگراف ملاحظہ ہو - لکھتے ہیں :-

"اس کا نام یسوع تھا وہ ناصرہ سے
آیا تھا اور اسے کسی جرم کی بنا پر
صلیب پر لٹکا دیا گیا تھا - مجھے

معلوم نہیں اس کا جرم کیا تھا؟ نہیں تو یاد ہوگا۔ پیلا طوس کی بھنویں تن گئیں۔ اور اس کا ہاتھ پیشانی سے لگ گیا جیسے وہ بڑے گہرے سوچ میں پڑا ہو۔ کچھ دیر کے بعد بڑبڑایا۔ یسوع؟ یسوع ناصری؟ مجھے تو اس نام کا کوئی آدمی یاد نہیں آتا۔" (ماہنامہ مخزن ۲۸ اگست ۱۹۲۹ء)

ان حوالہ جات کے آخر میں واقعہ صلیب کی جدید تحقیق کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کوئی آسمان سے نہیں اتریگا ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہیں اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دینگے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا۔ اور ایک ہی پیشوا۔

میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔

سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اب وہ بڑھیگا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

سالانہ مرکزی امتحانات

خدام الاحمدیہ کے سالانہ مرکزی امتحانات ۱۶، ۲۳ جون بروز جمعۃ المبارک کو ہوں گے۔ قائدین کرام پرچوں کی تعداد سے جلد مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ (مہتمم تعلیم)

تعارف کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"مسیح ہندوستان میں"

جون ۱۹۷۸ء میں لندن میں عالمی سطح پر وفات مسیح کے متعلق کانفرنس ہو رہی ہے اس مناسبت سے ماہ جون میں خدام کے مطالعہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "مسیح ہندوستان میں" مقرر کی گئی ہے۔ خدام خاص اہتمام کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ کتاب کا تعارف ہدیۂ قارئین ہے:۔ ـــــ (مہتمم تعلیم)

یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۹ء میں تصنیف فرمائی۔ اور پہلی بار اس کی عام اشاعت ۲۰ر نومبر ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔

احادیث میں مسیح موعودؑ کا ایک عظیم الشان کام کسر صلیب بیان کیا گیا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی دوسری تصنیفات میں بھی اس مسئلہ کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن اس معرکہ آراء تصنیف میں حضور نے اس اہم مسئلہ پر تفصیلی بحث فرما کر ایک عظیم الشان علمی تحقیق کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ حضور تریاق القلوب صفحہ ۹ میں اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"جو شخص میری کتاب مسیح ہندوستان میں اوّل سے آخر تک پڑھے گا گو وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا یہودی یا آریہ ممکن نہیں کہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اس بات کا وہ قائل نہ ہو جائے کہ مسیح کے آسمان پر جانے کا خیال لغو اور جھوٹ اور افتراء ہے"۔

حضورؑ اس کتاب کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس کتاب کا اصل مدعا عیسائیوں اور مسلمانوں کے اس عقیدہ کی غلطی کی اصلاح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ چلے گئے ہیں"

نیز فرماتے ہیں:۔

"اس کتاب کو میں اس غرض سے لکھتا ہوں کہ تا واقعات صحیحہ اور نہایت کامل اور ثابت شدہ تاریخی شہادتوں اور غیر قوموں کی قدیم تحریروں سے ان غلط اور خطرناک خیالات کو دور کر دوں جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے اکثر فرقوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پہلی اور

آخری زندگی کی نسبت پھیلی ہوئی ہیں۔"
اور فرماتے ہیں:-
"سو میں اس کتاب میں یہ ثابت کروں گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے نہ آسمان پر گئے۔ اور نہ امید رکھنی چاہیئے کہ وہ پھر زمین پر آسمان سے نازل ہوں گے۔ بلکہ وہ ایک سو بیس برس کی عمر پاکر سری نگر کشمیر میں فوت ہو گئے اور سری نگر محلہ خانیار میں ان کی قبر ہے اور میں نے صفائی بیان کے لئے اس تحقیق کو دس باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل کیا ہے۔"

گو حضور کا ارادہ دس باب اور ایک خاتمہ لکھنے کا تھا مگر بعد میں صرف چار ابواب پر اکتفا فرمایا

باب اول میں مسیح کے صلیبی موت سے بچنے پر انجیلی دلائل کا بیان ہے اس سلسلہ میں ایک دلیل انجیل متی میں مسیح کا یہ قول ہے کہ یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا اگر حضرت مسیح علیہ السلام صلیب کے بعد مر گئے تو مردہ کو زندہ سے کیا مشابہت؟ اور زندہ کو مردہ سے کیا مناسبت؟ کیونکہ حضرت یونس تو مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے تھے اور حضرت مسیح مر گئے ـــــ اس کے علاوہ حضور نے مسیح کی صلیبی موت سے نجات پر متعدد انجیلی شہادات بیان فرمائی ہیں۔

دوسرے باب میں قرآن اور احادیث صحیحہ سے حضرت مسیح کے بچ جانے کی نسبت شہادتوں کا بیان ہے۔ منجملہ ان دلائل کے قرآنی دلیل وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ بیان فرمائی ہے اور منجملہ اور احادیث کے مسیح کی ایک سو پچیس برس کی عمر پانے کی مشہور حدیث اور کنز العمال کی اس حدیث کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف جا تا کہ کوئی تجھے پہچان کر دکھ نہ دے۔

تیسرا باب ان شہادتوں کے بیان میں ہے جو طبابت کی کتابوں سے لی گئی ہیں جن میں مرہم عیسیٰ کا ذکر ہے جو حضرت عیسیٰ کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔

چوتھا باب ان شہادتوں کے بارہ میں ہے جو تاریخی کتابوں سے ملی ہیں۔ اس باب کی پہلی فصل میں ان شہادتوں کا ذکر ہے جو اسلامی کتابوں سے لی گئی ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی سیاحت کو ثابت کرتی ہیں۔ اور جن میں حضرت مسیح کے نصیبین، افغانستان، پنجاب، ہندوستان اور کشمیر کے سفر کا تذکرہ ہے۔

دوسری فصل میں بدھ مذہب کی تاریخی کتابوں کی شہادت ہے مثلاً بدھ اور مسیح کے

خطابات اور ان کی زندگی کے واقعات اور اخلاقی
تعلیم کی مشابہت ہے جس کے باعث ہندوستان
آنے والے مسیح کو بدھ قرار دیا گیا۔

تیسری فصل میں ان تاریخی کتابوں کی شہادت
ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کا اس ملک پنجاب
اور اس کی مضافات میں آنا ثابت کرتی ہیں جہاں
حضرت مسیح اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں (یعنی
دس فرقوں) کا پتہ لگانے اور ان کو خدا تعالیٰ
کا پیغام پہنچانے آئے تھے۔

اس ضمن میں حضور نے افغانوں کی اس
روایت کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ دس گمشدہ یعنی
اسرائیلی قبائل ہیں۔

آخر میں حضور فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح علیہ السلام کے اس سفر
دور دراز یعنی ہندوستان کے
سفر کی علتِ غائی یہی تھی کہ تا وہ
اس فرض سے سبکدوش ہو جائیں
جو تمام اسرائیلی قوموں کو تبلیغ کا
فرض ان کے ذمہ تھا۔۔۔ پس اس
حالت میں یہ تعجب کی بات نہیں ہے
کہ وہ ہندوستان اور کشمیر میں
آئے ہوں بلکہ تعجب اس بات میں
ہے کہ بغیر ادا کرنے اپنے فرض منصبی کے
کے وہ آسمان پر جا بیٹھے ہوں۔"

نقد و نظر

نوٹ:۔ تبصرہ کے لئے ادارہ کو کتاب کی دو کاپیاں
بھجوانا ضروری ہیں۔

مہدی موعودؑ کے علمی خزانے (جلد اول)

"مہدی موعود کے علمی خزانے" کے نام سے
یہ کتاب "اجمالی تعارف کتب حضرت مسیح موعودؑ"
کی جلد اول مطبوعہ ۱۹۶۵ء کا دوسرا ایڈیشن ہے
جسے مناسب ترمیم کے ساتھ نئے سائز پر آفسٹ
طباعت میں پیش کیا گیا ہے۔ اس جلد میں
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۴۵ کتب کا تعارف
کرایا گیا ہے۔ مؤلف بقیہ کتب کا تعارف بھی
عنقریب شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ابتداء میں حضرت مسیح علیہ السلام کی کتب
کی اہمیت و افادیت کے بارہ میں قرآن و
حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء سلسلہ
کے ارشادات کے علاوہ غیر از جماعت اہل علم
احباب کی آراء بھی دی گئی ہیں۔

حضور کی کتب کا تعارف حتی الوسع
خود حضور کے الفاظ میں کرایا گیا ہے جس میں
کتاب کے ذیلی عناوین اور منتخب مضامین و
اشعار بھی درج ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی
اہمیت و افادیت واضح کرنے اور ان کے مطالعہ
کا شوق پیدا کرنے کیلئے راہنمائی اور حضرت

مسیح موعودؑ کی کتب کے عمومی و اجمالی تعارف کے طور پر
یہ کتاب نہایت مفید ہے خدا کرے احباب کو اس سے
کما حقہٗ استفادہ کی توفیق ملے۔ آمین) (ح - م - ا)
صفحات ۳۱۹ سائز ۲۲×۲۹/۸ قیمت ۱۵ روپے
ملنے کا پتہ:- قیوم اکیڈیمی ۹/۱۸ دارالرحمت وسطی ربوہ

"تفسیر خاتم النبیینؐ اور بزرگان سلف"

اس موضوع پر دسمبر ۱۹۷۷ء کے جلسہ سالانہ پر
مولوی دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت نے تقریر
کی تھی جسے بصورت مقالہ کتابی صورت میں ترمیم و
اضافہ کے ساتھ نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف
صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے عمدہ کاغذ پر دیدہ زیب
آفسٹ طباعت میں شائع کیا ہے۔

اس کتابچہ میں تیرہ صدیوں کے مسلّم بزرگان
امت کے حوالہ جات کی روشنی میں مختلف
زاویہ ہائے نگاہ سے آیت خاتم النبیینؐ کے تیس
معانی بیان کئے گئے ہیں۔ اور پھر ان معنوں کی
تشریح ان بزرگان کے اپنے الفاظ میں پیش
کی گئی ہے یہ حوالہ جات مجموعی طور پر ختم نبوت
کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے مسلک کی تائید
کرتے ہیں۔

جس محنت اور عرق ریزی سے موصوف نے
یہ علمی کام کیا ہے وہ قابل قدر اور جماعت کے
لٹریچر میں مفید اضافہ ہے۔
اللہ تعالےٰ مصنف کی سعی قبول فرمائے

اور اس کتابچہ کو عوام الناس کے لئے ہدایت کا
موجب بنائے (آمین) (ح - م - ا)
صفحات: ۸۴ سائز: ۲۲×۱۸/۸
فی کاپی: ۲/۵۰ روپے
۵ سے زائد پر قیمت -/۲ روپے فی کاپی

سالانہ انعامی مقابلہ مضمون نویسی

سالانہ مقابلہ مضمون نویسی کا عنوان آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے سفر ہجرت (مدینہ تک) مقرر ہے مضمون م
میں ارسال کرنے کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی ہے۔ انعا
اول، دوم، سوم کیلئے بالترتیب -/۳۰۰، -/۲۰۰ اور
روپے مقرر ہے۔ (مہتمم تعلیم)

حاصل مطالعہ

جناب مولانا دوست محمد شاہد مورخ احمدیت ربوہ

سرزمین ربوہ کی تاریخی اہمیت

ڈاکٹر عبدالح[illegible]ماں ایم۔ اے پی۔ ایچ ڈی نے "محمد بن قاسم پاکستان میں" کے نام سے ایک تحقیقی مقالہ کراچی سے شائع کیا۔ جس سے سرزمین ربوہ کی تاریخی و جغرافیائی اہمیت پر بھی روشنی پڑتی ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"شہر چنیوٹ کے قریب سندھ سے کشمیر جانیوالے مسافر دریائے چناب کو عبور کرتے تھے کیونکہ چنیوٹ جانے کیلئے راستہ بالکل سیدھا تھا۔ جو پنج نہات یا جہلم میں سے گذرتا تھا اسلئے عرب جرنیل محمد بن قاسم چنیوٹ سے جہلم اور پھر کشمیر گیا۔"

(ص ۲۲ مطبوعہ مسلم پرنٹنگ پریس کراچی)

صقلیہ کے بعض نامور مسلم علماء

صقلیہ (سسلی) جسے قاضی اسد بن فرات نے ۲۱۲ھ میں فتح کیا ۲۶۴ھ تک اسلامی عملداری میں رہا۔ پھر نارمن قابض ہو گئے اور اس کے برجوں اور فصیل اور پھاٹکوں پر پرچم اسلام کی بجائے صلیبی جھنڈا نصب کر دیا گیا۔ صقلیہ میں بکثرت اصحاب فضل و کمال پیدا ہوئے جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:۔

ابن حکارؒ۔ ابن صاحب الخمسؒ۔ ابن حجرؒ۔ ابن القطاعؒ۔ ابن المعلمؒ۔ ابوبکر ابن عباسؒ۔ امام مازریؒ۔ حجۃ الدین ابن ظفرؒ۔ قاضی رشیدؒ۔ شرف الدین صقلیؒ۔ قاسم سرقوسیؒ۔ محمد بن عبدونؒ

(تاریخ صقلیہ از مفتی انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی)

ایک عظیم کرامت

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص دس برس رہا۔ ایک روز اس نے بہت تعجب سے عرض کیا۔ کہ مجھے اس عرصہ میں آپ کی کوئی کرامت نظر نہیں آئی؟ آپ نے فرمایا۔ جنید کا کوئی عمل اس دس برس کی مدت میں تم نے خلاف شریعت دیکھا؟ عرض کیا۔ ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اس سے بڑھکر کیا کرامت تم چاہتے ہو؟"

(تذکرۃ الصالحین ص ۱۲۶-۱۲۷ از مولانا محمد عبدالحلیم انصاری ناشر دارالاشاعت رحمانیہ پانی پت ۱۹۳۸ء)

سیالکوٹ کی قدیم صحافت

سیالکوٹ کو حضرت مہدی موعود علیہ السلام اپنا دوسرا وطن سمجھتے تھے۔ سیالکوٹ میں حضورؑ کے زمانہ میں مندرجہ ذیل اخبار شائع ہوتے تھے:-

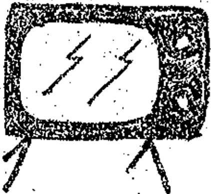
ریاض الاخبار (۱۸۵۱ء) چشمہ فیض (۱۸۵۲ء) وکٹوریہ پیپر (۱۸۵۳ء) انوار الاسلام (۱۸۹۸ء) پنجاب گزٹ (۱۸۹۸ء) جناب رشید نیاز نے "تاریخ سیالکوٹ" میں ان اخباروں کے مختصر حالات بھی درج کئے ہیں۔

صحافی کا مقام اور فرض منصبی

حضرت خان ذوالفقار علی صاحب کے چھوٹے بھائی مولانا محمد علی جوہر میدانِ صحافت کے بھی شہسوار تھے۔ آپ نے ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء کو "کامریڈ" نامی اخبار جاری کیا جو نومبر ۱۹۱۴ء میں بند ہو گیا۔ کامریڈ نے اخباری دنیا میں ہلچل مچا دی۔ ایک انگریز نے لکھا "محمد علی کا دل نپولین کا، زبان برک کی اور قلم میکالے کا ہے۔"

مولانا نے ۴ جنوری ۱۹۱۲ء کے کامریڈ میں حسب ذیل ادارتی نوٹ سپردِ قلم کیا:-

"صحافی سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ واقعات کو پوری [illegible] سے درج کرے۔ اسے خیال رکھنا چاہیئے کہ واقعاتی صحت کا معیار اتنا بلند ہو کہ مورخ اس کی تحریروں کی بنیاد پر تاریخ کا ڈھانچہ کھڑا



فاستبقوا الخیرات

اَخبارِ مجالس

وقارِ عمل

- ۱۷؍فروری کو مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مارٹن روڈ کراچی نے ایک وقار عمل کے ذریعہ مسجد احمدیہ کے اندرونی و بیرونی ماحول کی صفائی کی۔ یہ وقارِ عمل ۱½ گھنٹے تک جاری رہا۔
- ۱۷؍فروری کو دارالذکر فیصل آباد کی مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ نے شہر سے سات میل دور چک ۱۲۱ حسن پور کے قبرستان میں ڈیڑھ گھنٹہ تک وقارِ عمل کیا جس میں ۳۰ خدام شامل ہوئے۔
- ۱۷؍فروری قیادت راولپنڈی صدر حلقہ نور کی مجلس عاملہ نے وقار عمل کر کے مسجد نور کی اندرونی و بیرونی صفائی کی۔ اور مسجد کی بیرونی دیوار پر سفیدی کی گئی۔

اجلاسات سیرۃ النبیؐ

- مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی نے ۳؍مارچ کو جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد کیا۔ جلسہ کی کارروائی محترم شمیم احمد صاحب نائب امیر جماعت کراچی کی صدارت میں ہوئی۔ اس میں مکرم محمد اکرم صاحب مربی سلسلہ مکرم عبدالسلام صاحب طاہر مربی سلسلہ اور مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے متعلق مختلف اور دلچسپ تقاریر کیں۔ علاوہ ازیں ایک طفل عزیزم عمر شہاب نے بھی سیرۃ النبیؐ پہ تقریر کی۔ اس اجلاس میں ۳۴۸ احباب شریک ہوئے جن میں ۳۴ غیر از جماعت زیر تبلیغ احباب بھی شامل ہیں۔
- ۱۷؍فروری کو نماز مغرب وعشا کے بعد مجلس اورنگی ٹاؤن نے جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد کیا۔ اس میں محترم محمد اکرم صاحب نے رحمۃ للعالمین اور مکرم عبدالسلام صاحب طاہر مربی سلسلہ نے سیرۃ النبیؐ کے عنوان پر خطاب کیا۔ اس اجلاس میں ۱۰۰ احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت بھی شریک ہوئے۔
- ۲۰؍فروری کو قیادت دارالذکر فیصل آباد نے یوم سیرۃ النبیؐ منایا [illegible] صوفی بشارت الرحمٰن صاحب

نے بھی خطاب کیا۔ اس میں علمی مقابلوں کے علاوہ ورزشی مقابلے بھی ہوئے۔ آخر میں ایک مجلس سوال وجواب بھی ہوئی اس میں ۱۸۰ خدام انصار اور اطفال کے علاوہ آٹھ غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے۔

- ۱۷ فروری قیادت اورنگی ٹاؤن نے جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا۔ جس میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے متعلق دلچسپ تقاریر ہوئیں اس میں ۸۰ خدام۔ ۱۵ اطفال۔ ۱۵ انصار شامل ہوئے۔
- ۲۰ فروری قیادت کراچی صدر نے جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا۔ جس میں متعدد مقررین نے سیرت النبیؐ سے متعلق دلچسپ تقاریر کیں۔ اس میں ۲۰۰ احبابِ جماعت شریک ہوئے۔
- ۲۰ فروری کو قیادت ڈیرہ غازیخان نے جلسہ سیرت النبیؐ منایا۔ جلسہ گاہ کو خوب سجایا گیا۔ اس میں چار تقاریر ہوئیں۔ اور ۳۸ خدام ۴۰ اطفال ۳۰ ممبرات لجنہ ۳۰ انصار کے علاوہ ۹۰ غیر از جماعت بھی شریک ہوئے۔
- ۲۰ فروری کو گوٹھ چوہدری غلام محمد چیمہ نے جلسہ سیرت النبیؐ اور ۲۵ فروری کو جلسہ پیشگوئی مصلح موعودؓ کا انعقاد کیا۔
- مجلس خدام الاحمدیہ مردان نے ۲۰ فروری میں جلسہ سیرت النبیؐ و پیشگوئی مصلح موعود منعقد کئے۔ اور مسجد احمدیہ پر چراغاں کا انتظام کیا۔
- ۲۵ فروری کو مجلس خدام الاحمدیہ انور آباد نے یوم مصلح موعودؓ کے سلسلہ میں ایک جلسہ کا اہتمام کیا جس میں صدر جماعت احمدیہ مقامی نے خطاب کیا۔ اس میں ۱۵ غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے

تربیتی اجلاسات

- ۲۱۹/ر-ب گنڈا سنگھ میں ۹ مارچ بعد از نماز مغرب تربیتی اجلاس منعقد ہوا مکرمی محترم صاحب مرکزیہ نے خطاب کیا اور چوہدری شبیر احمد صاحب نے سلائیڈز پیش کیں حاضری انصار ۱۵۔ خدام ۲۲۔ اطفال ۱۸۔ مستورات ۳۰۔
- جڑانوالہ ۱۲ مارچ کو عام اجلاس ہوا۔ وقت ۱/۲ ۱ گھنٹہ۔ حاضری انصار ۵۔ خدام ۱۱۔ اطفال ۸
- ۱۰۹/گ-ب نرائن گڑھ۔ ۱۳ مارچ کو تربیتی تقاریر ہوئیں۔ حاضری ۱۵ تھی۔
- پیرمحل ۱۷ مارچ۔ تربیتی اجلاس میں حاضری انصار ۸۔ خدام ۸۔ اطفال ۸۔ مستورات ۸۔
- ۲۹۵/گ-ب بیریانوالہ ۱۷ مارچ تربیتی اور تعلیمی امور پر تقاریر ہوئیں حاضری انصار ۸ خدام ۸۔ اطفال ۶
- ۱۲/۳ ج-ب گھسیٹ والی۔ ۹ مارچ کو مکرمی ومحترمی مولوی سید احمد علی صاحب نے تقریر فرمائی۔ حاضری انصار ۱۰۔ خدام ۱۸۔ اطفال ۱۲ مستورات ۱۸ ٭

Monthly KHALID Rabwah
JUNE 1978 Editor : HAFIZ MUZAFFAR AHMAD Regd. No. L5830

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا